جنوری تا مارچ 2025ء
شمارہ نمبر01

مجلس انصار اللہ بیلجیئم کا تربیتی و علمی سہ ماہی مجلّہ

حج مبارک

میقات
1
7
مسجدالحرام
2
6
منیٰ
5
مزدلفہ
3
4
میدانِ عرفات

اداریہ

مجلس انصار اللہ کو حج کی اہمیت کے حوالہ سے یہ شمارہ شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

قارئین، اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ اجتماعی فلاح و بہبود پر بھی زور دیتا ہے۔ اجتماعی عبادات کا نظام اسی اصول پر قائم ہے، تاکہ مسلمان نہ صرف انفرادی طور پر اللہ کی عبادت کریں بلکہ ایک جماعت کی صورت میں بھی اس کے احکامات کی پیروی کریں۔ نماز باجماعت، جمعہ کی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج سب اجتماعی عبادات کی روشن مثالیں ہیں۔ ان عبادات سے مسلمانوں میں اتحاد، یگانگت اور اخوت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، جو ایک مضبوط اسلامی معاشرے کی بنیاد بنتے ہیں۔

حج اسلامی عبادات میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ یہ دین کی ایک ایسی رکنیت ہے جو نہ صرف روحانی بلکہ سماجی، معاشرتی اور عالمی سطح پر مسلمانوں کے اتحاد کا مظہر ہے۔ ہر سال لاکھوں مسلمان دنیا بھر سے مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں، ایک ہی لباس (احرام) میں ملبوس ہو کر ایک ہی رب کے حضور سر جھکاتے ہیں۔ اس اجتماع میں کسی امیر و غریب، کالے و گورے، مشرقی و مغربی کا فرق نہیں رہتا۔ حج کا پیغام یہ ہے کہ تمام مسلمان برابر ہیں اور انہیں اللہ کے احکامات کی روشنی میں متحد ہو کر زندگی گزارنی چاہیے۔

قارئین، حج قربانی، صبر، ایثار اور اطاعت الٰہی کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ میدان عرفات میں وقوف، شیطان کو کنکریاں مارنا اور قربانی کرنا، سب اعمال ہمیں اللہ کی رضا کے لیے اپنی خواہشات قربان کرنے کا درس دیتے ہیں۔ یہ عبادت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہماری زندگی کا اصل مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ہے۔

اجتماعی عبادات، خاص طور پر حج، ہمیں اسلام کی اصل روح یعنی اتحاد، مساوات اور اللہ کی اطاعت کا درس دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسا موقع ہوتا ہے جب دنیا بھر کے مسلمان رنگ، نسل اور زبان کے فرق سے بالاتر ہو کر ایک امت بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ آج کے دور میں، جب امت مسلمہ مختلف چیلنجز کا سامنا کر رہی ہے، ہمیں حج کے حقیقی پیغام کو سمجھنے اور اپنی زندگی میں اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جو ہمیں دنیا و آخرت میں کامیابی کی طرف لے جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم احمدیوں کے لئے ایسے سامان پیدا فرما دے کہ ہم بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح بلا خوف و خطر اس فریضہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ادا کر سکیں۔ آمین

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
04	ارشادِ باری تعالیٰ، قال الرسول اللہ ﷺ، کلام امام الزماں علیہ السلام	1
05	سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ از چوہدری محمد مظہر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	2
07	حکایت بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	3
08	ادائیگیِ حج اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کا مکمل تعارف و تاریخی جائزہ	4
25	اطاعتِ خلافت اور اس کے بابرکت ثمرات از الف فضل صاحب	5
27	تذکرۂ خلفائے راشدین از شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	6
29	تذکرۂ خلفائے احمدیت از شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	7
31	سیرت صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ از شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	8
32	سیرت صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ از شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	9
33	شرائطِ بیعت اور ایک احمدی کی ذمہ داریاں از حافظ جہازیب قریشی صاحب	11
35	مالی قربانی (ارشادات حضرت مسیح موعودؑ) از محمد عثمان قمر صاحب	12
	انصاراللہ ڈائجسٹ	
37	مجلس انصار اللہ کا قادیان دارالامان کی مقدس بستی کی زیارت کا روحانی سفر	13
42	وسط۔نیکی و سچائی کی آماجگاہ	14
44	اب سب مسائل ختم ہو جائیں گے از بشارت احمد صاحب	15
45	مساعی انصاراللہ:۔ دورۂ خلافت لندن، مقابلہ حُسنِ قرأت، صدر انصار اللہ کی ممبران انصار اللہ سے ملاقات، ریفریشر کورس، ماہانہ اجلاسات	15

مجلسِ ادارت

مدیر: کاشف ریحان خالد (قائد اشاعت مجلس انصاراللہ بیلجیئم)

نگرانِ اعلیٰ: وسیم احمد شیخ صاحب (صدرانصاراللہ بیلجیئم)، توصیف احمد صاحب (مشنری انچارج)

ڈیزائن و ترتیب: ناصر شبیر صاحب (سیکرٹری اشاعت انٹورپن) ویب سائیٹ: محمد حامد قریشی صاحب (قائد تربیت نوموبائین)

معاونین: رفیق احمد ہاشمی صاحب ۔فرید یوسف صاحب۔

www.ansarullah.be | ishaat@ansarullah.be | +32 484943446

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾۔

(سورۃ آلِ عمران۔98-97)

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔(وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام۔اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہو گیا۔اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جو انکار کر دے تو یقیناً اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے۔یہ اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان بَاب دُعَاؤُكُمْ اِيْمَانُكُمْ حدیث نمبر8)

کلام الامام علیہ السلام

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”حج کا مانع صرف زادِ راہ نہیں اور بہت سے امور ہیں جو عنداللہ حج نہ کرنے کے لئے عذر صحیح ہیں چنانچہ ان میں سے صحت کی حالت میں کچھ نقصان ہوتا ہے۔اور نیز ان میں سے وہ صورت ہے کہ جب راہ میں یا خود مکہ میں امن کی صورت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آل عمران:98) عجیب حالت ہے کہ ایک طرف بد اندیش علماء مکہ سے فتویٰ لاتے ہیں کہ یہ شخص کافر ہے اور پھر کہتے ہیں کہ حج کے لئے جاؤ۔اور خود جانتے ہیں کہ جبکہ مکہ والوں نے کفر کا فتویٰ دے دیا تو اب مکہ فتنہ سے خالی نہیں اور خدا فرماتا ہے کہ جہاں فتنہ ہو اس جگہ جانے سے پرہیز کرو۔سو میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسا اعتراض ہے۔ان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ فتنہ کے دنوں میں آنحضرت ﷺ نے کبھی حج نہیں کیا اور حدیث اور قرآن سے ثابت ہے کہ فتنہ کے مقامات میں جانے سے پرہیز کرو وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرۃ:196) پس ہم گنہگار ہوں گے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے۔حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر فتنہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود سوچ لو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں“

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد14 صفحہ 415)

تفسیر سورۃ الفاتحۃ

(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 394 تا 403 حاشیہ نمبر 11)

مکرم چوہدری محمد مظہر صاحب

مربی سلسلہ

سورۃ فاتحہ کی ایک بزرگ خاصیت

یہ تو وہ وجوہ ہیں کہ جو سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف میں ایسے طور سے پائی جاتی ہیں جن کو گلاب کے پھول کی وجوہ بے نظیری سے بکلّی مطابقت ہے۔ لیکن سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف میں ایک اور خاصہ بزرگ پایا جاتا ہے کہ جو اسی کلام پاک سے خاص ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو توجہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے اور ظلماتی پردوں کو اٹھاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالبِ حق کو حضرتِ احدیّت کی طرف کھینچ کر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقرّبان حضرتِ احدیت میں ہونی چاہئے اور جن کو انسان کسی دوسرے حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اس روحانی تاثیر کا ثبوت بھی ہم اس کتاب میں دے چکے ہیں اور اگر کوئی طالبِ حق ہو تو بالمواجہ ہم اس کی تسلّی کر سکتے ہیں اور ہر وقت تازہ بتازہ ثبوت دینے کو تیار ہیں۔

سورۃ فاتحہ کی خوبیوں کا کوئی انسان مقابلہ نہیں کرسکا

اور نیز اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف کا اپنی کلام میں بے مثل و مانند ہونا صرف عقلی دلائل میں محصور نہیں بلکہ زمانہ دراز کا تجربہ صحیحہ بھی اس کا مؤید اور مصدّق ہے۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ قرآن شریف برابر تیرہ سو برس سے اپنی تمام خوبیاں پیش کر کے ھَلْ مِنْ مُّعَارِض کا نقارہ بجا رہا ہے اور تمام دنیا کو بآواز بلند کہہ رہا ہے کہ وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی خواص میں بے مثل و مانند ہے اور کسی جنّ یا اِنس کو اس کے مقابلہ یا معارضہ کی طاقت نہیں۔ مگر پھر بھی کسی متنفّس نے اس کے مقابلہ پر دم نہیں مارا بلکہ اس کی کم اور سے کم کسی سورۃ مثلاً سورۃ فاتحہ کی ظاہری و باطنی خوبیوں کا بھی مقابلہ نہیں کرسکا تو دیکھو اس سے زیادہ بدیہی اور کھلا کُھلا معجزہ اور کیا ہوگا کہ عقلی طور پر بھی اس پاک کلام کا بشری طاقتوں سے بلند تر ہونا ثابت ہوتا ہے اور زمانہ دراز کا تجربہ بھی اس کے مرتبہ اعجاز پر گواہی دیتا ہے اور اگر کسی کو یہ دونوں کی گواہی کہ جو عقل اور تجربہ زمانہ دراز کے رو سے بہ پایہ ثبوت پہنچ چکی ہے نامنظور ہو اور اپنے علم اور ہنر پر نازاں ہو یا دنیا میں کسی ایسے بشر کی انشا پردازی کا قائل ہو کہ جو قرآن شریف کی طرح کوئی کلام بنا سکتا ہے تو ہم ...کچھ بطور نمونہ حقائق دقائق سورۃ فاتحہ کے لکھتے ہیں اس کو چاہئے کہ بمقابلہ ان ظاہری و باطنی سورۃ فاتحہ کی خوبیوں کے کوئی اپنا کلام پیش کرے۔

الفاظ	معانی	اعراب	الفاظ	معانی	اعراب
وجوہ	اسباب، وجہیں	وُجُوْہ	دراز	طویل، دور تک پھیلا ہوا	مَحْصُوْر
بے نظیری	لاثانی، بے مثال، لاجواب	بَے نَظِیْر	مؤید	جس کی تائید کی جائے، جس کی مدد کی جائے، جس کی حمایت کی جائے	دَرَاز
مطابقت	یکسانیت، برابری، مشابہت	مُطَابَقَت	نقارہ	ایک بڑا تاشہ جو لکڑی کے بہت بڑے پیالے کی طرح کا ہوتا ہے اور اس کی چوڑی طرف چمڑہ منڈھتے ہیں، جب لکڑی سے اس پر ضرب لگاتے ہیں تو ڈھول کی طرح بہت اونچی آواز دیتا ہے، بڑا ڈھول	نَقَّارَہ
منشرح	(کسی چیز کی سمائی کے لئے) خوش، بشاش	مُنْشَرِح	خوّاص	(جمع) خاصیت، وصف، خصوصیت، صفت	خَوَّاص
حضرتِ احدیّت	خدا تعالیٰ	حَضْرَتِ اَحَدِیَّت	معارضہ	مقابلہ، برابری	مُعَارَضَہ
آثار	خصوصیات، نشانات قدیم	آثَار	متنفس	جاندار، سانس لینے والا، زندہ	مُتَنَفِّس
مورد	جائے ورود، آنے، اترنے یا پہنچنے کی جگہ	مَوْرِدْ	بشری	انسانی	بَشَرِی
مقرّبان	جنہیں قربت حاصل ہو۔ مصاحبین	مُقَرَّبَان	اعجاز	معجزہ، کرشمہ، کرامت	اِعْجَاز
تدبیر	تجویز، ترکیب، منصوبہ، کوشش	تَدْبِیْر	انشاپردازی	مضمون نگاری، خوبصورت انداز میں مضمون لکھنا	اِنْشَاپَرْدَازِی
بالمواجہ	بالمشافہ، مقابلے میں، آمنے سامنے، روبرو	بِالْمَوَاجَہ	قائل	اقرار کرنے والا، تسلیم کرنے والے، قبول کرنے والا	قَائِل
محصور	وہ جسے گھیرے میں لے لیا گیا ہو، گھیرے میں آیا ہوا	مَحْصُوْر	دقائق	اسرار و رموز	دَقَائِق

حکایت

بیان فرمودہ سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام

خدا کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا

ہمیں اس خدا کی ہی پرستش کرنی چاہیے جو کہ ذرا سے کام کا بھی اجر دیتا ہے ۔ خدا وہ ہے کہ انسان اگر کسی کو پانی کا گھونٹ بھی دیتا ہے تو وہ اس کا بھی بدلہ دیتا ہے دیکھو ایک عورت جنگل میں جا رہی تھی رستہ میں اس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا اس نے اپنے بالوں کا رستہ بنا کر کنویں سے پانی کھینچ کر اس کتے کو پلایا جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو قبول کر لیا ہے وہ اس کے اس تمام گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ وہ تمام عمر فاسقہ رہی ہے۔

(ملفوظات جلد ششم)

ادائیگیِ حج اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کا مکمل تعارف و تاریخی جائزہ

حج کے لغوی معنے زیارت اور ارادہ کرنے کے ہیں جبکہ شرعی اصطلاح میں حج سے مراد نیت کرکے خاص وقت میں، خاص جگہوں پر مقررہ افعال کا بجالانا ہے۔ حج 9ھ ہجری میں فرض ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے دس ہجری میں اپنی زندگی کا واحد حج کیا جو حجۃ الوداع کے نام سے موسوم ہے۔ اللہ تعالیٰ حج کی فرضیت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔

(آل عمران:98)

اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جو انکار کردے تو یقیناً اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔ نیز فرمایا:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

(البقرۃ:197)

اور اللہ کے لیے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے:

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان بَاب دُعَاؤُكُمْ اِيْمَانُكُمْ حدیث نمبر8)

اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے۔ یہ اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو ادا کرنا اور زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

حج عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ اس کی صحت اس قابل ہو کہ وہ آسانی سے سفر کرسکے۔ وہ اتنا مالدار ہو کہ گھر والوں کے اخراجات کے علاوہ مناسب زادِ راہ اُس کے پاس موجود ہو۔ یعنی سفر کے مصارف کے لیے وافر رقم موجود ہو۔ تندرست اور سفر کے قابل ہو۔ راستے کا پُر امن ہونا بھی ضروری ہے یعنی مکہ جانے میں کوئی روک نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى۔ (البقرۃ:198)

اور زادِ سفر جمع کرتے رہو۔ پس یقیناً سب سے اچھا زادِ راہ تقویٰ ہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اہل یمن حج کیا کرتے تھے اور وہ زاد راہ نہیں لیتے تھے اور کہتے تھے: ہم تو متوکل ہیں۔ جب مکہ میں پہنچتے تو لوگوں سے مانگتے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی: اور تم زادِ راہ لے لیا کرو، کیونکہ بہتر زادِ راہ وہی ہے جس میں بچاؤ کا سامان ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى حدیث نمبر1523)

گویا شریعت اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کھانے پینے وغیرہ کے سامان کے بغیر انسان متوکل بن کر حج کے لیے نکل کھڑا ہو۔ پھر اُس کا توکل راستے میں ہی کہیں گم ہوجائے اور وہ اپنی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا شروع کردے۔ پس حج کی پہلی اور بنیادی شرط: مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا بیان ہوئی ہے یعنی آمدورفت کے لیے بنیادی سامان سفر میسر ہو۔ ورنہ قرآن کریم کے اس صریح حکم کی نافرمانی ہوگی اور اس حکم پر عمل نہ کرنے کے نتیجے میں انہیں مقام توکل سے گر کر غیر اللہ کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلانے پڑ جائیں گے اور اس طرح وہ ثواب کمانے کی بجائے معصیت کے مرتکب ہوں گے۔

حج کی اہمیت

حج کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل احادیث سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ عملوں میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا: پھر اس کے بعد کونسا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد

کرنا۔ پوچھا گیا: پھر کونسا؟ فرمایا: وہ حج جو سراسر نیکی اور طاعت شعاری پر مبنی ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب فَضْلُ الْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ حدیث نمبر1519)

سب سے بڑھ کر جہاد وہ حج ہے جو سراسر نیکی اور طاعت شعاری پر مبنی ہو۔

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم جہاد کو ہر ایک عمل سے بڑھ کر دیکھتے ہیں۔ کیا ہم بھی جہاد نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، سب سے بڑھ کر جہاد وہ حج ہے جو سراسر نیکی اور طاعت شعاری پر مبنی ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب فَضْلُ الْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ حدیث نمبر1520)

حج کے بعد انسان نومولود کی مانند پاک ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور پھر شہوانی بات نہ کی اور نہ احکام الٰہی کی نافرمانی کی تو وہ ایسا ہی (پاک ہوکر) لوٹے گا، جیسا اس دن (پاک) تھا، جس دن اس کی ماں نے اُسے جنا۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب فَضْلُ الْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ حدیث نمبر1521)

نبی کریم ﷺ کے ان ارشادات سے حج کی اہمیت معلوم ہوتی ہے یعنی وہ حج جو سراسر اطاعت شعاری، کامل فرمانبرداری اور نیکی پر مبنی ہو اور جس کے بجالانے سے انسان کے گناہوں کی میل مکمل طور پر دُور ہو جائے۔ گویا ایسا حج جس میں ایک بندہ مومن اپنے نفس کو مغلوب کرکے اُس کو قربان کر دیتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ وہ آئندہ ہر قسم کی بدیوں سے مجتنب رہے گا اور نافرمانی کی ہر راہ سے دور رہے گا۔ قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہے کہ نفس کا جہاد نہایت دشوار راہ اور مشکل ترین مرحلہ ہے۔ پس حج کا اصل مقصد نفس کی قربانی اور نفسانی خواہشات سے دوری ہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔

(الحج:38)

ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔

مناسک حج کی اسی غرض وغایت کو بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں: ”اور اس پوشیدہ بھید کی طرف خدا تعالیٰ کے کلام میں اشارت کی گئی ہے۔ چنانچہ خدا جو اَصدق الصادقین ہے اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اس خدا کے لیے ہے جو پروردگار عالمیاں ہے پس دیکھ کہ کیونکر نُسُکِی لفظ کی حیات اور ممات کے لفظ سے تفسیر کی ہے اور اس تفسیر سے قربانی کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پس اے عقلمندو! اس میں غور کرو اور جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کرکے قربانی ادا کی اور صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کی، پس بہ تحقیق اس نے اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کردی اور اس کے لئے اجر بزرگ ہے جیسا کہ ابراہیم کے لئے اس کے ربّ کے نزدیک اجر تھا۔

اور اسی کی طرف ہمارے سید برگزیدہ اور رسول برگزیدہ نے جو پرہیز گاروں کا امام اور انبیاء کا خاتم ہے اشارہ کیا اور فرمایا اور وہ خدا کے بعد سب سچوں سے زیادہ تر سچا ہے۔ بہ تحقیق قربانیاں وہی سواریاں ہیں کہ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچیں جو سب مخلوق سے بہتر ہیں ان پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں اور آنجناب نے ان کلمات میں قربانیوں کی حکمتوں کی طرف فصیح کلموں کے ساتھ جو موتیوں کی مانند ہیں اشارہ فرمایا ہے۔ پس افسوس اور کمال افسوس ہے کہ اکثر لوگ ان پوشیدہ نکتوں کو نہیں سمجھتے اور اس وصیت کی پیروی نہیں کرتے۔“

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد16 صفحہ43تا45)

گویا اسلامی عبادات کا مغز اور اُن کی اصل روح تقرب الی اللہ اور تقویٰ کا حصول ہے۔ اس لیے حج جیسی عبادت کی بنا بھی اسی اصول کے تحت ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے: ”حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کرکے چلا آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اُسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان ومال کی پرواہ ہو، نہ عزیز واقارب سے جدائی کا فکر ہو، جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے۔ جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ102تا103، ایڈیشن 2003ء)

ارکان حج

حج کے تین بنیادی ارکان ہیں: (1) احرام یعنی نیت باندھنا (2) وقوف عرفہ۔ یعنی نوذوالحجہ کو عرفات کے میدان میں ٹھہرنا (3) طواف زیارت

حج عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ اس کی صحت اس قابل ہو کہ وہ آسانی سے سفر کر سکے۔ وہ اتنا مالدار ہو کہ گھر والوں کے اخراجات کے علاوہ مناسب زاد راہ اُس کے پاس موجود ہو۔ یعنی سفر کے مصارف کے لیے وافر رقم موجود ہو۔ تندرست اور سفر کے قابل ہو۔ راستے کا پُر امن ہونا بھی ضروری ہے یعنی مکہ جانے میں کوئی روک نہ ہو۔

جسے طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں۔ یعنی وہ طواف جو وقوف عرفہ کے بعد دس ذوالحجہ یا اس کے بعد کی تاریخوں میں کیا جاتا ہے۔ نو ذوالحجہ کو اگر کوئی شخص عرفات کے میدان میں خواہ تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی نہ پہنچ سکے تو اس کا حج نہیں ہوگا۔

(فقہ احمدیہ، حصہ اوّل صفحہ 331۔ مطبوعہ قادیان)

حج کی اقسام

حج کی تین قسمیں ہیں: (1) حج مفرد (2) حج تمتّع (3) حج قران۔

حج مفرد: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔

(آلِ عمران: 98)

اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ حج کی نیت سے آنے والے کے لیے فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ "جب مکہ میں داخل ہو تو سامان وغیرہ رکھ کر اور وضوء یا غسل کر کے سیدھا مسجد حرام میں جائے۔ تکبیر اور تلبیہ کہتے ہوئے حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو جائے اور جس طرح سجدہ میں ہاتھ رکھتے ہیں اس طرح کعبہ کی دیوار پر ہاتھ رکھتے ہوئے حجر اسود کو چومے اور اگر چوم نہ سکے تو اپنے ہاتھ سے اُسے چھوئے۔ اور اگر چھو بھی نہ سکے تو چھڑی یا ہاتھ سے اشارہ کر کے اُسے چوم لے۔ دھینگا مشتی کر کے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے۔ حجر اسود کو اس طرح بوسہ دینے کو "استلام" کہتے ہیں۔ اِستلام کے بعد طواف شروع کرے یعنی حجر اسود کی دائیں جانب جدھر دروازہ ہے اس کی طرف چلتے ہوئے بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔

حطیم بھی کعبہ کا حصہ ہے اس لیے چکر لگاتے ہوئے اس کے باہر سے گزرے۔ پہلے تین چکروں میں رَمَل یعنی کسی قدر فخریہ انداز میں کندھے مٹکاتے ہوئے تیز تیز قدم چلنا مسنون ہے۔ ہر چکر میں جب بھی حجر اسود کے سامنے پہنچے تو اس کا استلام کرے۔ رکن یمانی کا استلام بھی مستحسن ہے۔ ساتواں چکر حجر اسود کے سامنے آکر ختم کرے۔ پھر مقام ابراہیم کے پاس آکر طواف کی دو رکعت پڑھے۔ مکہ مکرمہ میں پہنچنے کے بعد بیت اللہ کا یہ پہلا طواف ہے جسے طواف القدوم کہتے ہیں۔

بہر حال اس طواف کے بعد صفا پر آئے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگے۔ درود شریف پڑھے۔ تکبیر اور تلبیہ کہے پھر یہاں سے مروہ کی طرف جائے۔ مروہ پر بھی اسی طرح دعائیں مانگے۔ یہ اُس کا ایک چکر ہوگا۔ اس کے بعد صفا کی طرف جائے یہ اس کا دوسرا چکر ہوگا۔ اس طرح صفا اور مروہ کے سات چکر لگائے۔ آخری چکر مروہ پر ختم ہوگا۔ ان سات چکروں کو "سعی" کہتے ہیں۔

سعی بین الصفا والمروہ کے بعد وہ فارغ ہے۔ قیام گاہ پر آکر آرام کرے، بازار میں گھومے پھرے۔ کوئی پابندی نہیں۔ اس کے بعد آٹھویں ذوالحجہ کو منٰی میں جائے۔ وہیں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھے۔ نویں کی فجر پڑھ کر منٰی سے عرفات کے لئے روانہ ہو۔ ظہر سے لے کر مغرب تک میدانِ عرفات میں وقوف کرے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں یہیں جمع کر کے پڑھے۔ نویں ذوالحج کو میدان عرفات میں وقوف حج کا اہم ترین حصہ ہے۔ اگر کسی وجہ سے یہ رہ جائے تو اس سال حج نہیں ہوگا۔

وادی عُرَنہ جو عرفات کے پہلو میں ہے اُسے چھوڑ کر عرفہ کا سارا میدان مؤقف ہے۔ ظہر اور عصر کی نماز سے فارغ ہو کر حج کرنے والا تلبیہ و تکبیر، ذکر الٰہی، استغفار اور دعا میں مشغول رہے۔ جب سورج غروب ہو جائے

چاہِ زم زم

زمزم وہ مبارک چشمہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیروں کے نیچے سے جاری ہوا۔ زمزم کے چشمے کا محل وقوع یہ ہے کہ یہ مبارک چشمہ حجر اسود کے مشرق میں حجر اسود سے 20.6 میٹر کی دوری پر ہے۔ اس کا عمق اور اس کی گہرائی تقریباً 30.5 میٹر ہے۔

(مکہ مکرمہ ماضی وحال کے آئینہ میں صفحہ 68)

ایک جدید تحقیق کے مطابق کنویں کے گرد مختلف چشموں سے پانی کا ابال 11 سے لے کر 18.5 لیٹر فی سیکنڈ ہے۔ اس طرح ایک منٹ میں اس کی کم از کم مقدار 660 لیٹر اور ایک گھنٹے میں 39600 لیٹر ہے۔ ان چشموں میں سے ایک کا دھانہ حجر اسود کی طرف سے کھلتا ہے جس کا طول 75 سینٹی میٹر اور بلندی 30 سینٹی میٹر ہے۔ سب سے زیادہ پانی اسی سے نکلتا ہے، ایک اور چشمے کا دھانہ مکبّریہ (اذان کی جگہ) کے سامنے ہے اس کا طول 70 سینٹی میٹر اور بلندی 30 سینٹی میٹر ہے۔ ان کے علاوہ بھی چھوٹے چھوٹے چشمے ہیں جو صفا و مروہ کی طرف سے آتے ہیں۔

زمزم پر ایک عمارت بنی ہوئی تھی جسے گرا دیا گیا ہے تاکہ اس جگہ مطاف (طواف کی جگہ) میں توسیع ہو جائے۔ اسی غرض سے زمزم کو اوپر سے بند کر کے اس کا انتظام تہ خانہ میں کر دیا گیا ہے جو مطاف کے نیچے ہے اور ایئر کنڈیشنڈ ہے۔ اس کنویں کو شیشے کی دیوار سے محفوظ کر دیا گیا ہے جس سے کنویں کو بآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔

مسجد حرام سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر محلہ کُدَی میں 1415ھ میں ایک ٹینکی بنائی گئی جس میں زمزم کی وافر مقدار کو محفوظ کیا جا سکتا ہے اور ایسا مشینی سسٹم نصب کیا گیا ہے جو آبِ زمزم کو کنویں سے اس ٹینکی تک منتقل کرتا ہے۔ اس ٹینکی کی وسعت 1500 مکعب میٹر ہے۔ یہاں سے پانی کے گیلن اور ٹینک بھرے جاتے ہیں تاکہ آبِ زمزم کو ملک کے مختلف مقامات بالخصوص مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں منتقل کیا جا سکے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس عبد الغنی صفحہ 85 تا 86، ناشر مطابع الرشید مدینہ منورہ۔ اشاعت 2002ء)

تو عرفات سے چل کر "مزدلفہ" میں آجائے۔ وادی کو چھوڑ کر مزدلفہ کا باقی سارا میدان مؤقف ہے۔ یہاں عشاء کے وقت میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھے۔ صبح کی نماز بہت سویرے پڑھی جائے۔ اس کے بعد مشعر الحرام کے قریب جاکر ذکر الٰہی کرے۔ تکبیر اور تلبیہ پر زور دے جب کچھ روشنی ہوجائے تو مزدلفہ سے چل کر واپس مِنٰی میں آجائے۔ راستہ سے ستّر کنکریاں اُٹھالے۔ جب مِنٰی پہنچے تو سب سے پہلے جَمْرَۃُ الْعَقَبَہ کو رمی کرے۔ یعنی عقبہ نامی ٹیلے کو اللہ اکبر کہتے ہوئے سات کنکریاں مارے۔ پہلی کنکری کے ساتھ بار بار تلبیہ کہنے کا وجوب ختم ہوجائے گا۔ اس کے بعد اگر اس کا ارادہ قربانی دینے کا ہے تو مذبح جاکر قربانی ذبح کرے۔ ورنہ اپنے بال کٹواکر یا منڈواکر احرام کھول دے۔ بال کٹوانے یا منڈوانے کو احرام کھولنا یا حلال ہونا کہتے ہیں۔ عورت احرام کھولنے کے لئے اپنے سر کی ایک، دو مینڈھیاں قینچی سے کاٹ دے۔ اُس کے لئے سارے بال کٹوانا یا منڈوانا جائز نہیں۔ یہ دسویں ذوالحجہ کا دن ہے۔ حجاج کے لئے اس دن عید کی نماز نہیں ہے۔ بہرحال احرام کھولنے کے بعد دسویں ذی الحجہ کو حج کرنے والا مِنٰی سے مکہ آکر بیت اللہ کا طواف کرے۔ یہ طواف بھی حج کا بنیادی رکن ہے۔ اس کو طواف زیارت اور طواف افاضہ کہتے ہیں۔ طواف زیارت کے بعد حج کرنے والے کے لئے وہ سب اشیاء جائز ہوجاتی ہیں جو احرام کی وجہ سے اس کے لئے ممنوع تھیں۔ طواف زیارت سے فارغ ہوکر وہ پھر واپس مِنٰی میں چلا جائے اور تین دن یہیں مقیم رہے۔ مِنٰی میں تین جمرے ہیں۔ جمرۃ الاولیٰ، جمرۃ الوسطیٰ، جمرۃ الْعَقَبَہ۔ یہ جمرے جو پہلے چھوٹی چھوٹی چٹانیں تھیں اب بُرجیوں کی شکل میں ہیں۔

گیارہویں ذوالحجہ کو حج کرنے والا زوال کے بعد تینوں جمروں کو رمی کرے۔ سب سے پہلے اس جمرے کو سات کنکر مارے جو مسجد الخیف کے پاس ہے اور جسے جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس جمرہ کو سات کنکر مارے جو اس کے قریب ہے جسے جمرۃ الوسطٰی کہتے ہیں۔ آخر میں تیسرے جمرہ یعنی جمرۃ الْعَقَبَہ کو سات کنکر مارے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ دسویں کو مزدلفہ سے واپسی کے بعد بھی اس جمرہ کو سات کنکر مارے گئے تھے۔ بارہویں ذوالحجہ کو بھی گیارہویں کی طرح تینوں جمروں کو رمی کرے۔ اس کے بعد اختیار ہے اگر کوئی چاہے تو تیرھویں تاریخ کو رمی کرنے کے لئے مِنٰی میں قیام کرے۔ اور چاہے تو:

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ۔ (البقرۃ:204)

پھر جو شخص جلدی کرے (اور) دو دنوں میں (ہی واپس چلا جائے) تو اسے کوئی گناہ نہیں۔ کی اجازت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بارہویں تاریخ کو رمی کے بعد مکہ واپس آجائے بہرحال بارہویں یا تیرھویں کو مکہ آکر واپسی کا طواف کرے۔ یہ طواف اُن کے لئے ہے جو مکہ کے باشندے نہیں ہیں اور اپنے گھر واپس آنا چاہتے ہیں۔ اس طواف کو "طواف الصَّدر" یا "طواف الوداع" کہتے ہیں۔ الوداعی طواف سے فارغ ہوکر حج کرنے والا زمزم کا پانی پیئے۔ دہلیز کعبہ کو چُومے۔ ملتزم پر اپنا سینہ رکھ کر رو رو کر دعائیں کرے۔ استار کعبہ یعنی کعبے کے غلاف کو پکڑ کر اپنے مولیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور اُس سے بخشش کی التجا کرے۔ پھر پچھلے پاؤں ہٹتے ہوئے اپنی آخری نگاہِ شوق کعبہ پر ڈالے اور واپس آجائے۔"

1953ء حجاج مسجد الحرام کے باہر نماز پڑھتے ہوئے

کعبہ کی چھت

زمانہ دراز تک کعبہ کی عمارت بغیر چھت کے تھی، قریش نے اپنی تعمیر میں سب سے پہلے چھت بنائی۔اس وقت کعبہ کی دو چھتیں ہیں ایک اوپر اور دوسری اس کے نیچے جبکہ کعبۃ اللہ کا فرش سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ کعبہ کی چھت میں ایک سوراخ رکھا گیا ہے جس کا طول وعرض 1.4x1.27 میٹر ہے۔اس پر شیشہ کا ایک مضبوط ڈھکنا لگایا گیا ہے، جہاں سے کعبہ کے اندر طبعی روشنی آتی ہے۔ جب کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے یا غلافِ کعبہ بدلا جاتا ہے تو یہ ڈھکنا اٹھا دیا جاتا ہے اور خانہ کعبہ کی اندرونی سیڑھیوں سے چڑھ کر اور اس سوراخ سے گزر کر چھت پر آمدورفت ہوتی ہے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صفحہ 57تا58)

کعبہ میں داخل ہونے پر داہنی سمت سیڑھیاں ہیں جو چھت کی طرف جاتی ہیں، یہ سیڑھیاں مضبوط قسم کے شیشے سے بنی ہیں، ان کی تعداد 50 ہے۔ کعبہ کے اندر ایک بہت بڑا صندوق بھی ہے جس میں کعبہ شریف سے متعلق بعض اہم چیزیں رکھی جاتی ہیں۔

(مکہ مکرمہ ماضی وحال کے آئینہ میں، تالیف محمود محمد حمو۔ صفحہ 61 سن اشاعت 2010ء سعودی عرب)

(فقہ احمدیہ حصہ اوّل صفحہ 333 تا 335)

حج تمتّع: تمتّع کے معنی فائدہ اٹھانے کے ہیں۔ یعنی حج کرنے والا ایک ہی سفر میں دو فائدے اُٹھاتا ہے۔ پہلے عمرہ کرتا ہے اور پھر حج ادا کرتا ہے۔حج مفرد ادا کرنے والے کے لیے دسویں ذوالحجہ کو قربانی ضروری نہیں ہوتی لیکن حج تمتّع کرنے والے کے لیے قربانی ضروری ہے۔ اس قربانی کو دمِ تمتّع کہتے ہیں۔ اگر کوئی قربانی نہ دے سکے تو اس کے بدلہ میں دس روزے رکھنا ہوں گے۔ تین روزے حج کے دنوں میں اور سات روزے گھر واپس آکر پورے کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

(البقرۃ:197)

جو بھی عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانے کا ارادہ کرے تو (چاہئے کہ) جو بھی اسے قربانی میں سے میسر آئے (کردے)۔ اور جو (توفیق) نہ پائے تو اسے حج کے دوران تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے اور سات جب تم واپس چلے جاؤ۔ یہ دس (دن) مکمل ہوئے۔ یہ (اوامر) اُس کے لئے ہیں جس کے اہلِ خانہ مسجد حرام کے پاس رہائش پذیر نہ ہوں۔

اس آیت کریمہ میں حج تمتّع کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں سب سے پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ پہنچ کر عمرہ کرے اس کے بعد احرام کھول دے۔ پھر آٹھویں ذوالحجہ یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور مقررہ طریق پر حج کرے۔ گویا حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا اور اس کے بعد نئے احرام کے ساتھ حج کرنا تمتّع کہلاتا ہے۔

حج قران: حج قران اسے کہتے ہیں کہ شروع میں عمرہ اور حج دونوں کا اکٹھا احرام باندھے یعنی حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ کہے۔ اس طرح احرام باندھنے والا جب مکہ پہنچے گا تو سب سے پہلے عمرہ کرے گا۔ اس کے بعد احرام نہیں کھولے گا بلکہ اسی احرام کے ساتھ حج کے مناسک بھی ادا کرے گا۔ اور جس طرح اُس نے عمرہ کا اور حج دونوں کا اکٹھا احرام باندھا تھا۔ اسی طرح دسویں ذوالحجہ کو دونوں کا اکٹھا ہی احرام کھولے گا۔

(ماخوذ از فقہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 336)

اس بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرۃ:197) اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔

حج کا طریق

ایک صاحب استطاعت، مالدار اور تندرست مسلمان پر حج فرض ہوجاتا ہے۔ جبکہ حج کا راستہ پرامن ہو اور کسی قسم کی روک درمیان میں حائل نہ ہو۔

احرام: مکہ مکرمہ کے گرد مقررہ جگہوں سے احرام باندھ کر حج یا عمرہ کی نیت کی جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ کے گرد اُن جگہوں کو میقات کہتے ہیں جہاں سے احرام باندھ کر حج یا عمرہ کرنے والے آگے جاسکتے ہیں۔ سنت یہ ہے کہ حج یا عمرہ کی نیت سے آنے والا میقات کے مقام پر پہنچ کر وضو کرے یا نہائے۔ خوشبو لگائے۔ مرد دو صاف بے سلی چادریں پہنے۔ ایک بصورت تہ بند باندھے اور دوسری بصورت چادر اوڑھے۔ سر ننگا رکھے۔ عورت اُسی لباس میں جو اُس نے پہن رکھا ہے حج کرسکتی ہے۔ البتہ عام حالات

میں احرام کے بعد اپنا منہ ننگا رکھے اس پر نقاب نہ ڈالے۔ سوائے اس کے کہ کسی نامحرم کا آمنا سامنا ہو اور اُس سے پردہ کرنا ضروری ہو جائے۔

احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے چاہئیں اور پھر حج کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ کہے۔ تلبیہ احرام کا ضروری حصہ ہے۔ اگر تلبیہ کے الفاظ حج کے ارادہ کے ساتھ نہ کہے جائیں تو احرام مکمل نہیں ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

یعنی میں حاضر ہوں۔ اے میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ ہر خوبی اور ہر ایک نعمت تیری ہی ہے اور بادشاہی بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب التلبیۃ حدیث نمبر 1549)

لبیک کہنے سے پہلے قبلہ رخ ہونا حج کے آداب میں شامل ہے۔ مُحرِم کے لیے بلندی پر چڑھتے اور بلندی سے اترتے وقت تلبیہ واجب ہے۔ فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ ”تلبیہ کے بعد انسان محرم ہوجاتا ہے۔ یعنی حج کے مناسک اور احکام بجالانے کے قابل ہوجاتا ہے محرم کو بہت سی ایسی باتوں سے بچنا پڑتا ہے جو عام حالات میں اس کے لئے جائز ہیں۔ مثلاً خشکی کا شکار کرنا۔ یا کسی سے کروانا۔ خوشبو یا تیل لگانا۔ کنگھی کرنا۔ بال کٹوانا۔ ناخن کاٹنا۔ مرد کے لئے قمیص یا سلا ہوا کپڑا پہننا، سر اور چہرہ ڈھانکنا۔ پگڑی باندھنا یا ٹوپی پہننا۔ موزے یا فُل بوٹ استعمال کرنا۔

کعبۃ اللہ کا اندرونی حصہ

کعبہ کے اندر لکڑی کے تین ستون ہیں جن پر چھت ہے، ان کا قطر 44 سینٹی میٹر ہے، ہر دو ستون کا درمیانی فاصلہ 2.35 میٹر ہے، دروازے کے سامنے ہی ایک محراب ہے۔ دروازے کے داہنی طرف ایک زینہ ہے جو چھت کی طرف چڑھتا ہے، اس کا ایک دروازہ ہے جو ”باب التوبة“ (توبہ کا دروازہ) کے نام سے معروف ہے۔ اس پر ایک کپڑا لٹکا رہتا ہے۔ کعبہ کی دیواروں کی اندرونی جانب مضبوط اور خوبصورت رنگین سنگ مرمر لگایا گیا ہے۔ جس پر نہایت دلکش نقش و نگار بنے ہوئے ہیں۔ اندرونی دیواروں اور چھت پر سبز رنگ کے پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ جس پر یہ عبارتیں لکھی ہوئی ہیں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (آل عمران:97)

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ (البقرة:145)

يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔

یقیناً ہم دیکھ چکے تھے تیرے چہرے کا آسمان کی طرف متوجہ ہونا۔ پس ضرور تھا کہ ہم تجھے اس قبلہ کی طرف پھیر دیں جس پر تُو راضی تھا۔ پس اپنا منہ مسجدِ حرام کی طرف پھیر لے۔

(کتاب تاریخ مکہ مکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صفحہ 55 تا 56)

بیوی سے مباشرت کرنا یا اُس کے مقدمات کا ارتکاب کرنا جیسے بوسہ لینا وغیرہ۔ غرض ایسے تمام امور سے اجتناب لازمی ہے جو آسائش اور آرام کی زندگی کا لازمہ ہیں۔"

(فقہ احمدیہ حصہ اوّل صفحہ 332)

پس احرام باندھنے کے بعد بکثرت تلبیہ کہنا چاہیے۔ اُٹھتے بیٹھتے ، چلتے پھرتے ، غرض ہر حالت میں التزام کے ساتھ تلبیہ، ذکرِ الٰہی ، درود شریف اور استغفار کی طرف توجہ رہنی چاہیے۔ ان مقامات مقدسہ میں انسان کا خدا تعالیٰ میں محو ہو کر اُس کی رضا جوئی کے حصول کے لیے اپنی روح کو آستانۂ الٰہی پر جھکائے رکھنا ہی مقصود نظر ہونا چاہیے۔ احرام کی حالت میں فسق وفجور، لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد کرنے کی قطعاً اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔

(البقرۃ:198)

ترجمہ: پس جس نے ان (مہینوں) میں حج کا عزم کرلیا تو حج کے دوران کسی قسم کی شہوانی بات اور بدکرداری اور جھگڑا (جائز) نہیں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے اس گھر کا حج کیا اور شہوت کی بات نہ کی اور نہ الٰہی احکامات کی نافرمانی کی تو گویا وہ لوٹ گیا، ایسا ہی جیسا کہ اس کی ماں نے اسے جنا۔

(صحیح بخاری کتاب المحصر بَاب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَلَا رَفَثَ حدیث نمبر1819)

گویا احرام باندھ کر انسان ایک نئی زندگی کی طرف سفر کا آغاز کرتا ہے جو گناہ آلود زندگی سے تقویٰ شعار زندگی کی طرف لے جانے والی سیدھی راہ ہے۔

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بحالت کشف یا رؤیا دیکھا کہ وہ وادی میں اُتر رہے ہیں اور لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پکار رہے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰؑ جب وادی میں اُترے تو وہ لبیک کہہ رہے تھے۔ گویا اب بھی میں ان کو اُترتے دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب اَلتَّلْبِيَةِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي حدیث نمبر:1555)

پس سفرِ حج کے دوران مختلف موقعوں پر تلبیہ دہرانا سنت ابرار ہے۔ پس محرم کے لیے ضروری ہے کہ ابتدائے احرام سے جمرۃ العقبۃ تک لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ... دہراتا رہے۔ حضرت فضل بن عباسؓ سے رایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ سے منیٰ تک مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیا تھا۔ آپ ﷺ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک کہتے رہے۔

(جامع ترمذی اَبْوَابُ الْحَجِّ بَابُ مَا جَآءَ مَتٰى يُقْطَعُ التَّلْبِيَةُ فِي الْحَجِّ)

حجر اسود اور اس کا استلام

عربی زبان میں حجر کے معنی پتھر اور اسود کے معنی سیاہ یا کالے رنگ کے ہیں۔ حجر اسود وہ سیاہ پتھر ہے جو کعبہ کی جنوب مشرقی دیوار میں نصب ہے۔ تاریخ مکہ مکرمہ میں لکھا ہے کہ "یہ پتھر کعبہ کے جنوبی حصہ میں نصب کیا گیا ہے، صحن (مطاف) سے اس کی اونچائی 1.1 میٹر ہے، لمبائی 25 سینٹی میٹر اور عرض تقریباً 17 سینٹی میٹر ہے۔ کعبہ شریف کی دیوار میں اس پتھر کے ٹکڑے جڑے ہوئے ہیں، شروع میں یہ ایک ہی ٹکڑا تھا اب اس کے چھوٹے چھوٹے آٹھ ٹکڑے ہیں ان کا سائز مختلف ہے، بڑا ٹکڑا کھجور کے برابر ہے، ان ٹکڑوں کو ایک پتھر کے بڑے ٹکڑے میں جوڑا گیا ہے اور پھر اس پر چاندی کا فریم لگا دیا گیا ہے یہی وہ ٹکڑے ہیں جن کو بوسہ دینا مسنون ہے، نہ کہ وہ بڑا پتھر جس میں یہ جڑے گئے ہیں۔"

(تاریخ مکہ مکرمہ صفحہ 43 تا 45، ایڈیشن 2002ء)

حجر اسود شعائر اللہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شعائر اللہ کے متعلق فرمایا ہے کہ

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔

(الحج:33)

اور جو کوئی شعائر اللہ کو عظمت دے گا تو یقیناً یہ بات دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ محبان صادق کا ہمیشہ سے یہ شیوہ ہے کہ جو شئے محبوب حقیقی کی طرف منسوب ہو وہ اُن کی نگاہ میں محبوب ہوجاتی ہے اگرچہ وہ چیز اپنی ذات میں

میزاب الکعبۃ/الرحمۃ (پرنالہ)

یہ پرنالہ کعبہ شریف کی چھت پر شمالی سمت یعنی حطیم کی جانب لگا ہوا ہے، کعبہ کی چھت کی دھلائی یا بارش کے وقت چھت کا پانی نکلنے کے لیے یہ نصب کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پانچ سال قبل جب قریش نے بیت اللہ کی تعمیر کی تو اس وقت یہ پرنالہ لگایا تھا اور اسی وقت کعبہ پر چھت ڈالی گئی تھی جبکہ اس سے قبل کعبہ پر چھت نہ تھی۔ موجودہ پرنالہ شاہ فہد بن عبدالعزیز کا لگوایا ہوا ہے جو خالص سونے کا ہے اور اس کی لمبائی تقریباً 2 میٹر ہے۔

کتنی ہی بے حقیقت کیوں نہ ہو یہی وجہ ہے کہ عاشقانِ صادق، محبوب حقیقی کی محبت حاصل کرنے اور اُس کا قرب پانے کے لیے مختلف طریق پر اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ کبھی وہ محبوب سے وابستہ چیزوں کو چھوتے اور انہیں اپنے ساتھ لگاتے ہیں اور کبھی انہیں چوم کر اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ حجر اسود بھی اس محبت کی ظاہری علامت کے طور پر کعبہ کے ایک کونے میں نصب کیا گیا ہے تاکہ محبانِ الٰہی اس کو بوسہ دے کر یا اُس کی طرف اشارہ کرکے کعبہ کے طواف کا آغاز کریں۔

پس مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد اپنی جائے قیام پر سامان رکھنے کے بعد وضو یا غسل کرکے مسجد حرام میں جاکر خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ سجدہ کی طرز پر ہاتھ رکھ کر حجر اسود کو بوسہ دینا چاہیے۔ اگر ایسا نہ کرسکیں تو اپنے ہاتھ سے اُسے چھوئیں اور اگر یہ بھی ناممکن ہو تو ہاتھ کے اشارے سے اُسے چوما جائے۔ دوسروں کو تکلیف میں ڈال کر آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: عمر! تم طاقتور آدمی ہو، حجر اسود کو بوسہ دینے میں مزاحمت نہ کرنا، کہیں کمزور آدمی کو تکلیف نہ پہنچے، اگر خالی جگہ مل جائے استلام کرلینا، ورنہ محض استقبال کرکے تہلیل و تکبیر پڑھ ہی اکتفا کرلینا۔

(مسند امام احمد بن حنبل حدیث نمبر190)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپؐ بیت اللہ میں سوا دو یمنی ستونوں کے کسی اور کو بھی چومتے ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب مَنۡ لَّمۡ یَسۡتَلِمۡ اِلَّا الرُّکۡنَیۡنِ الۡیَمَانِیَیۡنِ حدیث نمبر1609)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اونٹ پر سوار ہوکر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب آپ حجر اسود کے پاس آتے تو آپؐ اس کی طرف کسی چیز سے جو آپؐ کے پاس تھی، اشارہ کرکے اللہ اکبر کہتے۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب اَلتَّکۡبِیۡرُ عِنۡدَ الرُّکۡنِحدیث نمبر1613)

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ طواف کرتے وقت حجر اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دیتے، چھوتے یا اس کی طرف اشارہ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حجر اسود کو چومتے ہوئے یا اس کی طرف اشارہ کرتے وقت اللہ اکبر کہنا سنت نبوی ہے۔

طوافِ کعبہ

استلام کے بعد حجر اسود کی دائیں جانب سے جدھر دروازہ ہے طواف شروع کرنا ہوگا اور بیت اللہ کے گرد سات چکر مکمل کرنا ہوں گے۔ یاد رہے کہ حطیم بھی کعبہ کا حصہ ہے اس لیے چکر لگاتے ہوئے اس کے باہر سے گزرنا ہوگا۔ طواف کرتے ہوئے پہلے تین چکروں میں رَمَل یعنی کسی قدر فخریہ انداز اختیار کرتے ہوئے کندھوں کو ہلاتے ہوئے تیز تیز قدم چلنا چاہیے۔ ایسا کرنا مسنون ہے۔ ہر چکر مکمل ہونے پر حجرِ اسود کا اِستلام کرنا چاہیے۔ رکنِ یمانی کا اِستلام بھی مستحسن ہے۔ ساتواں چکر حجر اسود کے سامنے آکر ختم ہوگا۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد یہ پہلا طواف، طواف القدوم کہلاتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حج اور عمرے میں آتے ہی پہلے طواف کرتے تو آپؐ تین چکر بیت اللہ کے گرد دوڑتے اور چار چکر عام رفتار سے چلتے پھر دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ پھر آپ صفا اور مروہ کے درمیان طواف فرماتے۔ (یعنی سعی کرتے)

(صحیح مسلم کتاب الحج باب اسۡتِحۡبَابُ الرَّمَلِ فِی الطَّوَافِ وَالۡعُمۡرَۃِ)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ثُمَّ لۡیَقۡضُوۡا تَفَثَہُمۡ وَلۡیُوۡفُوۡا نُذُوۡرَہُمۡ وَلۡیَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ۔

(الحج:30)

پھر چاہیے کہ وہ اپنی (بدیوں کی) میل کو دور کریں اور اپنی منتوں کو پورا کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔

پس اس جان کاہی، شوق و محنت اور والہانہ محبت سے لگائے گئے پھیروں کے بعد بھی اگر دلوں کی صفائی نہ ہو، نیک اعمال کی بجاآوری اور نیتوں کی درستگی کا پختہ عہد نہ ہو

1953ء حجاج کنکریاں مارتے ہوئے

تو نئی زندگی اور ایک نئی پیدائش کی امید فضول ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (مکہ میں) آئے۔ آپؐ نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا۔ پھر آپؐ نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کیا۔ پھر انہوں نے کہا: تمہارے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں عمدہ نمونہ ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب صَلَّى النَّبِيّ ﷺ لِسُبُوعِهِ رَكْعَتَيْنِ حدیث نمبر1623)

طواف کے بعد دو رکعت نماز کے لیے کوئی خاص جگہ معین نہیں گو افضل یہی سمجھا گیا ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھی جائے جہاں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پڑھی ہے مگر اژدہام کے وقت ہر شخص کے لیے یہ ممکن نہیں اس لیے جہاں جگہ ملے وہیں دو رکعت سنت نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

حطیم

حطیم یا حجر اسماعیل، مسجد حرام کے مطاف میں خانہ کعبہ کے شمال میں واقع نصف دائرے کی شکل کی ایک دیوار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لیے ایک جھونپڑی نما سائبان بنا دیا تھا، یہ حصہ بیت اللہ سے باہر تھا لیکن جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو انہوں نے کعبہ کا تقریباً تین میٹر حصہ چھوڑ دیا وہ یقیناً کعبہ کا جز ہے گویا نہ تو ساری حطیم کعبہ کا جز ہے اور نہ ہی ساری حطیم کعبہ سے باہر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے (حطیم کی) دیوار کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ بیت اللہ کا (حصہ) ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: پھر ان کو کیا ہوا کہ انہوں نے اسے بیت اللہ میں داخل نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری قوم کے پاس اخراجات کم ہو گئے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب فَضْلُ مَكَّةَ وَبُنْيَانُهَا حدیث نمبر1584)

بخاری کی ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کی دیوار سے چھ ہاتھ تک حطیم کعبہ کا حصہ ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر1584)

جو تقریباً تین میٹر بنتے ہیں۔ اس طرح کعبہ کی دیوار سے متصل تقریباً تین میٹر کعبہ ہی کا حصہ ہے جبکہ کعبہ کی دیوار سے حطیم کی دیوار تک لمبائی تقریباً ساڑھے آٹھ میٹر ہے۔

پس اگر کوئی انسان کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا خواہشمند ہو تو وہ حطیم کے اس حصے میں نماز پڑھ لے جو کعبہ کے ساتھ ملا ہوا ہے تو گویا وہ کعبہ میں ہی کھڑا ہوگا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں چاہتی تھی کہ کعبہ میں داخل ہو کر نماز پڑھوں پس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم میں لے گئے پھر فرمایا: حطیم میں نماز پڑھو۔ اگر تم بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتی ہو تو یہ بھی اس کا ایک حصہ ہے لیکن تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کے وقت اس کی تعظیم چھوڑ دی اور اسے کعبہ سے نکال دیا۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(جامع ترمذی اَبْوَابُ الْحَجّ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلٰوةِ فِي الْحِجْرِ)

ملتزم

كِسْوَةُ الْكَعْبَة غلافِ کعبہ

یہ وہ پردہ ہے جو کعبہ کی عمارت پر لٹکایا گیا ہے، کعبہ کے دو غلاف یا دو پردے ہیں، ایک داخلی اور ایک خارجی و بیرونی، اس غلاف کی تاریخ یہ ہے کہ کعبہ شریف پر خارجی پردہ سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے لٹکایا تھا، ایک قول یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے یمن کے بادشاہ تبع حمیری نے ڈالا تھا۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی یمنی کپڑے سے تیار شدہ غلاف کعبہ سے کعبہ کو مزین فرمایا تھا۔ آپ کے بعد بھی خلفاء، امراء اور بادشاہوں نے اس کا اہتمام جاری رکھا اور ہمیشہ کعبہ شریف کو غلاف سے آراستہ کیا جاتا رہا۔

سنہ 1346ھ میں اس پردہ کی تیاری کے لیے مکہ مکرمہ میں مستقل طور پر کارخانہ تعمیر کیا گیا جس کے بعد سے آج تک خانہ کعبہ پر اسی کارخانے سے تیار شدہ غلاف ڈالا جاتا ہے۔ موجودہ غلاف کعبہ خالص ریشم سے تیار ہوتا ہے جس پر کالا رنگ چڑھایا جاتا ہے، اس غلاف پر عمدہ کڑھائی اور اعلیٰ طریق کی کشیدہ کاری کے ذریعہ مختلف عبارتیں مرقوم کی جاتی ہیں جن میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ جل جلالہ۔ سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم، یا حنان، یا منان آخر الذکر دونوں کلمے عربی میں سات کے ہندسہ کی شکل میں لکھے جاتے ہیں جن سے سارا پردہ مزین ہوتا ہے۔

حجر اسود والے کونے اور خانہ کعبہ کے دروازے کی درمیانی جگہ کو ملتزم کہتے ہیں، یہ حصہ تقریباً تین میٹر ہے۔ یہ قبولیت دعا کی جگہ ہے اس مقام پر سنت یہ ہے کہ بیت اللہ کی دیوار سے اس طرح چمٹ کر دعائیں کی جائیں کہ رخسار، سینہ اور ہاتھ چمٹے ہوئے ہوں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے طواف کیا، نماز پڑھی پھر حجر اسود کا بوسہ لینے کے بعد حجر اسود اور دروازے کے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے کہ اپنے سینے، ہاتھ اور رخسار کو دیوار سے چمٹایا، پھر فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، المناسک حدیث نمبر 2962۔بحوالہ تاریخ مکہ مکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صفحہ 46)

مقام ابراہیم

بیت اللہ کے دروازہ اور ملتزم کے سامنے ایک قبہ (گنبد نما چھوٹی سی عمارت) ہے۔ اس میں وہ پتھر رکھا ہوا ہے جس پر کھڑے ہوکر مامور خدا اور معبدِ توحید کے معمار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی دیواریں چنی تھیں۔ اس پتھر پر آپ کے پاؤں کے نشان ثبت ہیں۔ یہ پتھر اسی قبہ نما چھوٹی عمارت میں رکھا ہوا ہے۔ اسی جگہ کو جہاں پتھر رکھا ہے ''مقام ابراہیم '' کہتے ہیں۔ طواف کے سات چکر لگانے کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا واجب ہیں۔ ان دو رکعت کا ''مقام ابراہیم ''میں ادا کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے یعنی ایسے نوافل جو سنت ابراہیمی کی یاد کو تازہ کرکے خفی سے خفی شرک کے بتوں کو پاش پاش کردیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

(البقرۃ:126)

اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ مبارک وجود ہیں جنہوں نے واضح طور پر دنیا کے سامنے عاشقان الٰہی کی اُن قربانیوں کا نمونہ پیش کیا جو وہ محبت الٰہی میں اُس کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اس لیے اُس نمونے کی یادگار کے طور پر یہ حکم دیا کہ میرے بندے کی پیروی میں تم بھی اپنا سب کچھ میری راہ میں فدا کرنے کے لیے تیار ہوجاؤ اور اُس مقام پر قیام اور رکوع و سجود کرتے وقت ابراہیم علیہ السلام کے اخلاص و وفا اور اُس کی قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے یہ عہد باندھو کہ راہ صدق و صفا میں ہمیشہ ثابت قدم رہو گے اور ضرورت پڑنے پر اپنا سب کچھ فدا کرنے کے لیے تیار ہوجاؤ گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مقام ابراہیم کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے:

فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ

(آل عمران:98)

اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب مَنْ لَّمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ حدیث نمبر1600)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کی نماز کی پہلی رکعت میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔

(جامع ترمذیاَبْوَابُ الْحَجِّ بَابُ مَا جَاۗءَ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتِي الطَّوَافِ)

سعی صفا و مروہ

خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں۔ پہلے صفا کے پاس آنا چاہیے اور بیت اللہ کی طرف منہ کرکے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے ربّ کے حضور دعا مانگے۔ درود شریف پڑھے، تلبیہ اور تکبیر کہے پھر یہاں سے مروہ پر جائے اور مروہ پر بھی اسی طرح دعائیں مانگنی چاہئیں۔ یوں ایک چکر مکمل ہوجائے گا۔ اس کے بعد صفا کی طرف جانے سے دوسرا چکر مکمل ہوجائے گا۔ یوں سات چکر مکمل کیے جائیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حج اور عمرے میں پہلے آتے ہی طواف کرتے تو آپ تین چکر بیت اللہ کے گرد دوڑتے اور چار چکر عام رفتار سے چلتے پھر دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ پھر آپؐ صفا اور مروہ کے درمیان طواف فرماتے۔ (یعنی سعی کرتے)(صحیح مسلم کتاب الحج باب اسْتِحْبَابُ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ وَالْعُمْرَةِ)صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد انسان فارغ ہوجاتا ہے۔ آٹھویں ذوالحجہ کو منیٰ میں جائے گا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: عمر! تم طاقتور آدمی ہو، حجر اسود کو بوسہ دینے میں مزاحمت نہ کرنا، کہیں کمزور آدمی کو تکلیف نہ پہنچے، اگر خالی جگہ مل جائے استلام کرلینا، ورنہ محض استقبال کرکے تہلیل و تکبیر پر ہی اکتفا کرلینا۔

مَسْعیٰ:(سعی کی جگہ)

مَسْعیٰ اُس جگہ کو کہا جاتا ہے جو اوپر مذکور پہاڑیوں صفا اور مروہ کے درمیان کی جگہ ہے۔ اس جگہ کا طول (لمبائی)395میٹر اور اس کا عرض(چوڑائی)40میٹر ہے۔

(مکہ مکرمہ ماضی وحال کے آئینہ میں صفحہ 70 تا71 سن اشاعت 2010ء سعودی عرب)

سعی کے لیے دو راستے بنائے گئے ہیں ایک رستہ صفا سے مروہ تک جانے کے لیے اور دوسرا مروہ سے صفا تک آنے کے لیے۔ سعی کرنے والوں کے لیے مختلف جگہوں پر آبِ زمزم کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اس جگہ بھی فرش پر سنگ مرمر کی ٹائلیں قبلہ کی سمت میں لگائی گئی ہیں تاکہ نماز کے وقت قبلہ کی سمت بآسانی معلوم ہو سکے اور صفیں درست بنیں۔

طواف اور سعی کیا ہے؟

طواف اور سعی نام ہے تلاش کا، جستجو کا، بقائے حیات کے لیے کوشش کا۔ ایک ایسی حرکت کا جس میں وصلِ یار کی تڑپ اور دیدارِ محبوب کے لیے بے قراری پائی جائے گویا بغیر کسی خاص مقصد کے اور کسی عہد وپیمان کے بغیر، یہ طواف اور سعی فضول اور یہ تگ ودو بے محل ہے۔ حضرت حاجرہؑ کا اس نہایت کڑی آزمائش کی گھڑی میں بے بسی اور بے کسی کے عالم میں اپنے بچے کے لیے پانی کی تلاش میں بے قرار ہو کر اِدھر اُدھر دوڑنا گویا راہ سلوک کے پہلے مرحلے کی ایک علامت ہے۔ جب خدائے قادر و قیوم نے بے کس حاجرہ کی اِس قربانی کو قبول فرمایا جو اُس نے مرکز توحید کی آباد کاری کے لیے دی تھی اور اُس نے اپنی قدرت نمائی کا جلوہ دکھاتے ہوئے اُس بے آب وگیاہ بنجر کو سرسبز و شاداب کرنے کے لیے زمزم کی صورت میں جاری کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی شانِ الوہیت کا مشاہدہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر انسان پہلے حاجرہ بنے اور مقام عرفان حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو ترکِ اسباب کی کڑی آزمائش میں ڈالے کیونکہ ابتدائے دنیا سے یہی سنتِ الٰہیہ ہے۔ سو جاننا چاہیے کہ یہی راہ چقماق کا وہ پتھر ہے جس کے ساتھ ابتلاؤں کی رگڑ سے پوشیدہ نور آشکار ہوجاتا ہے اور اُس بزرگ و برتر ذات کی شانِ الوہیت اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بے شک طوافِ بیت اللہ، سعی صفا و مروہ اور رمی جمار کا مقصد ذکرِ الٰہی کو قائم کرنا ہے۔

(مسند احمد 23215، سنن ابوداؤد 1882)

کعبے کا دروازہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت عمارت کے دو دروازے بنائے تھے جو زمین کے برابر تھے۔ مشرقی دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور مغربی دروازے سے باہر آجاتے۔ سب سے پہلے یمن کے ایک بادشاہ اسعد تبّع ثالث نے کعبہ کے ان دونوں داخلی و خارجی راستوں پر ایک پٹ کا دروازہ لگوایا۔ جب قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تو انہوں نے اس کی مغربی سمت کا دروازہ بند کر دیا اور مشرقی دروازہ کو زمین سے بلند کر کے دو پٹ کا دروازہ لگا دیا۔

کعبہ کے موجودہ دروازے کی لمبائی 3.10 میٹر، دروازے کی چوڑائی 1.90 میٹر، اس کا عمق (اندرونی گہرائی) 50 سینٹی میٹر اور مَطاف (طواف کی جگہ) سے دروازہ کی بلندی 2.25 میٹر ہے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صفحہ 58 تا 59۔ ناشر مطابع الرشید مدینہ منورہ۔ اشاعت 2002ء)

منٰی

مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب وادئ منٰی ہے۔ اس میدان کی خاص بات وہ تین پتھر ہیں جن کو جمرہ یا شیطان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان تین پتھروں کے نام یہ ہیں: جَمْرَۃُ الْاُوْلٰی۔ جَمْرَۃُ الْوُسْطٰی۔ جَمْرَۃُ الْعقبہ۔ حج کرنے والے آٹھ ذوالحجہ کو مکّہ مکرمہ سے منی میں آجاتے ہیں اور اُس دن یہیں پر نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء ادا کرتے ہیں۔ رات اسی جگہ قیام کے بعد نو ذوالحجہ کی نماز فجر ادا کرتے ہیں۔ جس کے بعد میدان عرفات کے لیے روانہ ہوجاتے ہیں۔ اسی میدان کے ایک حصے میں وہ قربان گاہ بھی ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی یادگار قربانی کا واقعہ پیش آیا تھا۔ جسے خدا تعالیٰ نے ذبحِ عظیم قرار دیا ہے۔ اُس یاد میں ہر سال لاکھوں فرزندان توحید اپنے جانور ذبح کرتے ہیں۔ دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو منی میں ان جمرات کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ جو جمرہ یا شیطان کہلاتے ہیں۔ اس عمل کو "رمی الجمار" کہا جاتا ہے۔ "رمی الجمار" بتوں سے نفرت کا اظہار، شرک سے بیزارگی کا اعلان عام دل کے نہاں خانوں سے اپنے خالق حقیقی سے اظہار وابستگی کا اقرار، جسم کے روئیں روئیں سے توحید کی آواز کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔

(البقرۃ:204)

اور اللہ کو (بہت) یاد کرو اِن گنتی کے چند دنوں میں۔ پس جو بھی دو دنوں میں جلد فارغ ہوجائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے تو اس پر (بھی) کوئی گناہ نہیں (یعنی) اس کے لئے جو تقویٰ اختیار کرے۔

میدان عرفات

مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب عرفات کا میدان ہے جسے عرفہ بھی کہتے ہیں۔ اس میدان میں نو ذوالحجہ کو تمام حج کرنے والے جمع ہوتے ہیں۔ ظہر کے وقت سے لے کر سورج غروب ہونے تک اس جگہ قیام کیا جاتا

ہے اس عمل کو وقوفِ عرفہ کہتے ہیں۔ غروب آفتاب کے بعد یہاں سے نماز مغرب ادا کیے بغیر روانگی ہوتی ہے۔ اسی میدان میں ایک پہاڑی کا نام جبل الرحمت ہے۔ میدان عرفات وقوف حج کا اہم ترین حصہ ہے۔ اگر کسی وجہ سے یہ رہ جائے تو اس سال حج نہیں ہوگا۔

مزدلفہ

عرفات کے میدان سے منیٰ کی جانب تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک اور میدان ہے جو مزدلفہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عرفات سے واپسی پر حج کرنے والے اس میدان میں رات بسر کرتے ہیں اور یہیں پر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھتے ہیں۔ دس ذوالحجہ کی نماز فجر بھی اسی جگہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے طواف کیا، نماز پڑھی پھر حجر اسود کا بوسہ لینے کے بعد حجر اسود اور دروازے کے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے کہ اپنے سینے، ہاتھ اور رخسار کو دیوار سے چمٹایا، پھر فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ادا کی جاتی ہے۔ مزدلفہ میں واقع پہاڑی مشعر الحرام کے پاس جا کر بکثرت ذکر الٰہی کرنے کا خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَـرَامِ۔

(البقرۃ:199)

پس جب تم عرفات سے لوٹو تو مَشعرِ حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔

مناسکِ حج ایک نظر میں

مَناسِک۔ منسک کی جمع ہے۔ جس کا مطلب حج کے ارکان یا حاجیوں کی عبادت کے مقامات ہے۔ جہاں انسان ناسک حق کی جستجو میں الفت ومحبت کی تصویر بنے، وارفتگی کے عالم میں، گہری وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے، خشوع وخضوع کی حالت میں لیکن نہایت اِنضباطِ اوقات (وقت کی پابندی) کے ساتھ ان تمام مناسک کو ادا کرتا ہے۔ مناسکِ حج کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

احرام وتلبیہ

احرام باندھتے وقت بلند آواز سے حج یا عمرہ کا نام لے کر لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ پڑھنا۔ یہ تلبیہ وتسبیح وتحمید وتکبیر بحالت احرام سفر کے دوران بیت اللہ پہنچنے تک جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل اعمال عبادتِ حج کا حصہ شمار ہوتے ہیں۔ طوافِ بیت اللہ، سعی بین الصفا والمروہ، وقوفِ عرفات، قیامِ مزدلفہ، قیام منیٰ، رمیٔ جمرات اور قربانی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت فضلؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ برابر لبیک کہتے رہے۔ یہاں تک کہ آپؐ جمرہ پر پہنچے۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب اَلنُّزُوْلُ بَيْنَ عَرَفَةَ وَ جَمْعٍ حدیث نمبر1670)

سفر حج میں مختلف موقعوں پر تلبیہ دہرانے کا حکم ہے تا کہ حج کا مقصد اعلیٰ ہر وقت یاد رہے۔ اس لیے چاہیے کہ محرم ابتدائے احرام سے جمرۃ العقبہ تک لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ...کہتا رہے۔ حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعت نماز پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں اور میں نے سنا ہے کہ وہ حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا ہی نام لے کر بلند آواز سے لبیک پکارتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب رَفْعُ الصَّوْتِ بِالْاِهْلَالِ الحدیث نمبر1548)

بعض فقہاء نے بلند آواز سے لبیک پکارنا ضروری قرار دیا ہے جبکہ جمہور کے نزدیک بلند آواز سے لبیک کہنا مستحب تو ہے لیکن واجب نہیں۔ نیز جمہور نے بلندی پر چڑھتے وقت اور ساتھیوں سے ملتے وقت تلبیہ باآوازِ بلند مستحب قرار دیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ آمُرَ اَصْحَابِي اَنْ يَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالْاِهْلَالِ وَالتَّلْبِيَّةِ

(ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی رفع الصوت بالتلبیۃ)

جبریل میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ اپنی آوازیں احرام باندھتے وقت اور تلبیہ میں بلند کیا کریں۔

عمرہ

عمرہ عمارۃ سے مشتق ہے جس کے معانی آباد رکھنا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء 10 صفحہ 106) عمرہ سے اصل غرض یہ ہے کہ بیت اللہ میں عبادت، ذکر الٰہی اور دعائیں ہوتی رہیں اور یہ گھر ہر وقت آباد رہے۔ کعبہ کی اسی آبادکاری کی پیشگوئی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ (الطّور:5) قرار دیا ہے یعنی یہ گھر اللہ کی یاد اور اُس کے ذکر سے ہمیشہ آباد رہے گا۔ عمرے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرۃ:197) اور اللہ کے لیے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔ عمرے میں بھی حج کی طرح کسی میقات سے احرام باندھنا چاہیے اور تلبیہ کا التزام کرنا چاہیے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عمرے میں تلبیہ پڑھنا اس وقت چھوڑتے تھے جب حجر اسود کو بوسہ دیتے۔

(جامع ترمذی اَبْوَابُ الْحَجِّ بَابُ مَا جَآءَ مَتٰی يُقْطَعُ التَّلْبِيَةُ فِی الْعُمْرَةِ)

گویا عمرہ کرنے والے کو چاہیے کہ طواف کعبہ شروع کرنے تک تلبیہ کا ورد جاری رکھے۔

عمرہ بیت اللہ کے طواف اور الصفاء والمروہ کے درمیان سعی کا نام ہے۔ اس کے لیے مکہ سے باہر کسی میقات سے احرام باندھنا چاہیے۔ مکہ میں رہنے والے عمرہ کے احرام کے لیے تنعیم (مسجد عائشہ) جاتے ہیں اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ واپس آتے ہیں تاکہ اس عبادت کے

لیے ایک گونہ سفر کی شرط پر عمل کر لیں۔ عمرے کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ اسے سال کے کسی حصہ میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ البتہ نویں ذوالحجہ سے لے کر تیرہ ذوالحجہ تک ان چار دنوں میں عمرہ کا احرام باندھنا درست نہیں۔ کیونکہ یہ حج ادا کرنے کے دن ہیں۔

عمرے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ
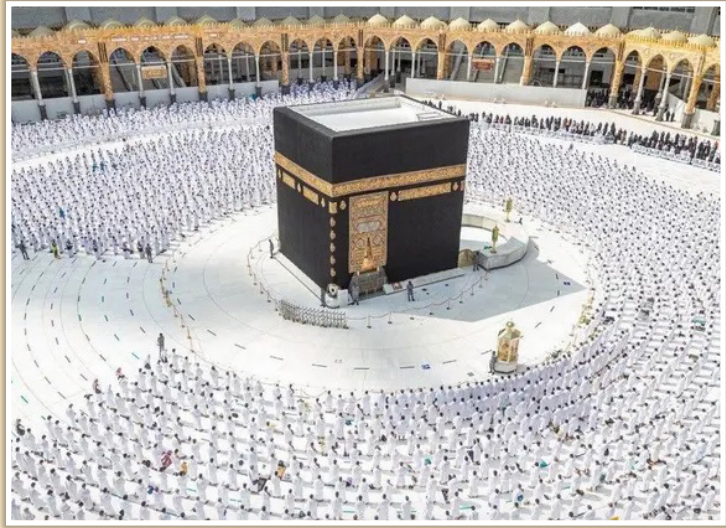
مطاف (طواف کی جگہ)

خانہ کعبہ کے چاروں طرف کھلا ہوا حصہ جس پر طواف کرتے ہیں، مطاف کہلاتا ہے۔ پہلے پہل مطاف کے اس حصہ میں کوئی پختہ فرش وغیرہ نہ تھا۔ سنہ 91ھ میں اموی خلیفہ ولید بن عبدالمالک نے پہلی مرتبہ مطاف کا پختہ فرش بنوایا جس میں سنگ مرمر کا استعمال کیا گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مطاف میں بعض تعمیری اضافے بھی ہوئے مثلاً زمزم کے کنویں کی مستقل تعمیر بنائی گئی، منبر بنایا گیا، مقام ابراہیم کی تعمیر عمل میں آئی، چار محرابیں بنائی گئیں جن میں ائمہ اربعہ کے مصلے تھے۔

چودھویں صدی ہجری کے اواخر میں حجاج کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مطاف میں قائم تمام عمارتوں کو منہدم کر دیا گیا تاکہ طواف کرنے والوں کو آسانی ہو، پھر سنہ 1399ھ میں مطاف سے متصل کچھ جگہ کو مطاف کا حصہ بنایا گیا۔

(مکہ مکرمہ ماضی وحال کے آئینہ میں صفحہ 56 تا 61 اشاعت 2010ء سعودی عرب)

دوسرے عمرہ تک ان دونوں کے درمیان کے لیے کفارہ ہوجاتا ہے اور نیکی پر مشتمل حج کا اجر سوائے جنت کے اور کوئی نہیں ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج بَاب فِی فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت سے فرمایا: جب رمضان آئے تو تم عمرہ کرلینا کیونکہ اس مہینہ میں عمرہ حج کے برابر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج باب فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِی رَمَضَانَ)

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عمرے کے تعلق میں فرمایا: بات یہ ہے کہ ثواب تو اس مقدار سے ہوتا ہے جتنا آپ خرچ کریں اور جتنی مشقت برداشت کریں۔

(صحیح بخاری، کتاب الْعُمْرَةِ بَاب أَجْرُ الْعُمْرَةِ عَلَى قَدْرِ النَّصَبِ حدیث نمبر 1787)

عمرے کی فضیلت ان ارشادات رسول ﷺ سے بخوبی عیاں ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہوکر کسی چیز کا قصد کرتا ہے اور وہ دعاؤں اور ذکر الٰہی کی طرف متوجہ رہتا ہے تو اس توجہ الی اللہ کا نیک اثر اُس کے نفس پر ہوتا ہے۔ اسی مبارک اثر کے نتیجے میں اُس کے گناہوں کی میل دور ہونا شروع ہوجاتی ہے اور اُس کی زندگی میں ایک روحانی انقلاب رونما ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ۔

(ھود:115)

اور دن کے دونوں کناروں پر نماز کو قائم کر اور رات کے کچھ ٹکڑوں میں بھی۔ یقیناً نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔

حج اور عمرہ میں ممنوع چیزیں

حج اور عمرہ میں مردوں کے لیے سلے ہوئے کپڑے پہننا، عورتوں کے لیے نقاب، خوشبو، مباشرت، مقدمات (یعنی بوسہ، نکاح وغیرہ) اور شکار کرنا ممنوع ہے۔

سر منڈوانا یا بال کتروانا

عمرہ کا احرام کھولنے کا بھی وہی طریق ہے جو حج کے احرام کھولنے کا ہے یعنی عمرہ کرنے کے بعد اپنا سر منڈوا دے یا بال کتروا دے اور عورت ایک دو لٹیں کاٹ کر احرام کھولے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ۙ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۔

(الفتح:28)

یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو (اس کی) رؤیا حق کے ساتھ پوری کر دکھائی کہ اگر اللہ چاہے گا تو تم ضرور بالضرور مسجد حرام میں امن کی حالت میں داخل ہوگے، اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے، ایسی حالت میں کہ تم خوف نہیں کروگے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اپنے حج میں سر منڈوایا۔

(صحیح بخاری، کتاب الحج بَاب اَلْحَلْقُ وَالتَّقْصِيرُ عِنْدَ الْاِحْلَالِ حدیث نمبر1726)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر۔ صحابہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! بال کتروانے والوں پر۔ فرمایا: اے اللہ ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر۔ صحابہؓ نے کہا: یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر بھی ۔ فرمایا: اور بال کتروانے والوں پر بھی۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب اَلْحَلْقُ وَالتَّقْصِيرُ عِنْدَ الْاِحْلَالِ حدیث نمبر1727)

فقہاء نے اس ضمن میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ بال کس قدر منڈوائے جائیں یا کتروائے جائیں۔ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک سارے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چوتھائی کافی ہیں۔

(فتح الباری جزء3 صفحہ 713)

بعض اصطلاحات مع مختصر تشریح

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ کے متعلق چند اہم اور مخصوص اصطلاحات بیان کردی جائیں تاکہ دوران حج و عمرہ جب جب اُن کا بیان ہو، قاری کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

احصار

احصار کے معنی محدود و محصور کرنے کے ہیں یعنی ایسی رکاوٹ جس کی وجہ سے عازم حج و عمرہ یا محرم سفر سے روک دیا جائے یا اُسے سفر ملتوی کرنا پڑے۔ حج یا عمرہ سے روکے جانے والے کے لیے قربانی کی تاکید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ (البقرة:197)

اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔ پس اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو بھی قربانی میسر آئے (کردو)۔

احرام

لغت کی رو سے احرام کے معنے حرام کرنے کے لکھے ہیں۔ گویا حج یا عمرہ کرنے والا میقات سے حج کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیتا ہے تو چند جائز باتوں کو اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے۔ مرد احرام کے طور پر دو بے سلی چادریں اوڑھتا ہے۔ ایک تہبند کا کام دیتی ہے اور دوسری کندھوں پر ڈالی جاتی ہے۔ جبکہ عورتیں عام سادہ کپڑوں میں حج ادا کرتی ہیں۔ احرام باندھنے والے کو مُحرِم کہتے ہیں۔

اِھْلَالِ

احرام باندھتے وقت آواز بلند کرنا یعنی تَلْبِيَة کہنا۔

صفوں کی ابتدا

ایک زمانے تک لوگ امام کی اقتدا میں نماز باجماعت مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرتے رہے اور صرف اسی ایک جانب باجماعت نماز ادا کی جاتی تھی۔ لیکن جب نمازیوں کی کثرت ہوگئی تو یہ سمت تنگ پڑگئی، مکہ کے گورنر خالد بن عبداللہ القسری (متوفی 120ھ) نے بیت اللہ کے چاروں طرف گولائی میں صفیں بنوادیں، جس کی تائید اس وقت کے علماء، فقہا اور تابعین نے کی، چنانچہ اس وقت سے آج تک چاروں طرف صفیں قائم ہوتی چلی آرہی ہیں۔

(تاریخ مکہ مکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صفحہ 98۔ ناشر مطابع الرشید مدینہ منورہ۔ اشاعت 2002ء)

صحن کعبہ اور دیگر جگہوں پر صفوں کی درستی کے لیے خاص قسم کے ماربل کی بڑی بڑی ٹائلیں کعبہ کے رُخ پر لگادی گئی ہیں تاکہ نماز پڑھتے وقت ہر نمازی کا رُخ کعبہ کی طرف رہے۔

میقات

میقات وہ جگہیں ہیں جہاں سے حج و عمرہ کے لیے آنے والے احرام باندھتے ہیں۔ اہل مکہ کے لیے مکہ ہی میقات ہے۔ وہ حرم سے باہر کسی مقام سے احرام باندھ سکتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ ان مقامات اور مکہ کے درمیان بستے ہیں۔ ان کی اپنی بستی ہی ان کے لیے میقاتِ احرام ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے لیے جحفہ اور اہل نجد کے لیے قرن المنازل اور اہل یمن کے لیے یلملم احرام باندھنے کے مقامات مقرر کیے ہیں۔ یہ اُن کے لیے بھی ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی جو دوسرے ملکوں سے آئیں۔ یعنی جو حج اور عمرہ کرنا چاہتے ہوں تو پھر وہ ان جگہوں سے شروع کریں۔ اہل مکہ بھی مکہ سے ہی احرام باندھیں۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب مُهَلُّ أَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حدیث نمبر1524)

حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ شہر فتح کیے گئے تو لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے

اور انہوں نے کہا: امیرالمومنین! رسول اللہ ﷺ نے اہل نجد کے لیے قرن مقرر کیا ہے اور وہ ہمارے راستہ سے ایک طرف ہے اور اگر ہم قرن جانا چاہیں تو ہمارے لیے مشکل ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تم اپنے راستہ میں اس کے مقابل پر کوئی اور مقام دیکھو۔ چنانچہ انہوں نے ان کے لیے ذاتِ عرق مقرر کیا۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب ذَاتُ عِرْقٍ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ حدیث نمبر1531)

نوٹ: حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ عراق والوں کے میقات سے متعلق حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عراق والوں کے لیے میقات ذات عرق کا مقام خود آنحضرت ﷺ نے مقرر فرمایا تھا۔ نسائیؒ نے بھی اس مفہوم کی بعض روایتیں نقل کی ہیں۔ مگر یہ سب روایات امام بخاریؒ کے نزدیک غیر مستند ہیں۔ امام مالک، امام شافعی، امام رافعی اور امام نووی رحمہم اللہ نے بھی یہی رائے قائم کی ہے۔ طاؤس، ابن سیرین اور جابر بن زیدؒ نے مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اہل عراق کے لیے کوئی میقات نہیں، جیساکہ دوسرے ممالک کے لیے بھی نہیں۔ ان جگہوں سے آنے والے مقررہ شدہ میقات سے گزرتے ہوئے کسی ایسے مقام سے جو کسی میقات کے مقابل واقع ہو، احرام باندھ سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے قیاس سے جو فتویٰ دیا ہے، دوسرے ممالک کے لیے بھی قابل عمل ہے۔ یہ اُن کا قابل قدر اجتہاد ہے۔“

(صحیح البخاری جلد 3 کتاب الحج صفحہ 189)

اضطباع

احرام کی اوپر والی چادر کو دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر اس طرح ڈالنا کہ دایاں کندھا ننگا رہے، اضطباع کہلاتا ہے۔

تلبیہ

حج اور عمرہ کی نیت کے بعد احرام کی حالت میں لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ... کا جو ورد کیا جاتا ہے اس کو تلبیہ کہتے ہیں۔

استلام

حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ سے چھونا استلام کہلاتا ہے اگر ایسا کرنا ناممکن ہو تو دور سے اشارہ کرکے بوسہ دیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اونٹ پر سوار ہوکر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب آپؐ حجر اسود کے پاس آتے تو آپؐ اس کی طرف کسی چیز سے جو آپؐ کے پاس تھی، اشارہ کرکے اللہ اکبر کہتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الحج بَاب اَلتَّكْبِيْرُ عِنْدَ الرُّكْنِ)

رکن یمانی

خانہ کعبہ کا جنوب مغربی کونہ چونکہ یمن کی سمت ہے اس لیے اسے ”رکن یمانی“ کہتے ہیں طواف کے وقت اس کونے کو ہاتھ سے چھونا یا اُسے بوسہ دینا مستحب ہے۔

(فقہ احمدیہ حصہ اوّل صفحہ 324)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کے صرف دو یمنی رکنوں کو چھوتے دیکھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج باب اسْتِحْبَابُ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ)

طواف اور اس کی مختلف اقسام

لغوی طور پر طواف کے معنی گھومنا اور چکر لگانا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانے اور دعا کرنے کو طواف کہتے ہیں۔

طواف کی مختلف اقسام ہیں۔

☆...طواف قدوم: حج میں تین طواف ہوتے ہیں جن میں سے ایک طوافِ قدوم ہے یعنی وہ طواف جو مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت کیا جاتا ہے۔ یہ طواف حج مفرد یا قران کرنے والے آفاقی کے لیے بطور سنت ہے جبکہ تمتع یا عمرہ کرنے والا خواہ وہ آفاقی ہو یا مکی مسنون نہیں ہے۔

☆...طواف زیارت یا اضافہ: دوسرا

1953ء منیٰ میں حجاج کھانا بناتے ہوئے

طوافِ افاضہ جس کی نسبت قرآن مجید میں الفاظ ارشاد ہے:

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔

(الحج:30)

پھر چاہئے کہ وہ اپنی (بدیوں کی) میل کو دور کریں اور اپنی منتوں کو پورا کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔ منیٰ میں قربانی کرکے جمرۃ العقبہ پر رمی کرنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے اور یہ طواف حج کے ضروری ارکان میں سے ہے۔ اسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔

☆...طواف صدر یا طواف وداع: تیسرا طواف الوداع ہے جو مکہ مکرمہ سے لوٹتے وقت کیا جاتا ہے۔ ان طوافوں میں سے طواف الاضافہ کے فرض ہونے پر ائمہ اور فقہاء کا اتفاق ہے۔ ان تینوں طواف کا تعلق حج کے ساتھ مخصوص ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں کو حکم ہوا کہ ان کا (اعمالِ حج میں سے) آخری عمل بیت اللہ کی زیارت ہو۔ مگر حائضہ اس زیارت سے مستثنیٰ کی گئی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الحج بَاب طَوَافُ الْوَدَاعِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں۔ پھر محصّب میں تھوڑا سا سوئے۔ پھر آپؐ سوار ہوکر بیت اللہ کی طرف گئے اور اس کا طواف کیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الحج بَاب طَوَافُ الْوَدَاعِ حدیث نمبر1756)

نوٹ: وہ وادی جو مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان ہے، اسے ابطح اور بطحاء کہتے ہیں۔ بوجہ وسعت اور پھیلاؤ کے اور اس کا نام محصّب اور معرس بھی ہے۔

(فتح الباری جزء 3 صفحہ 745 بحوالہ صحیح بخاری جلد سوم صفحہ 435)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: تم میں سے کوئی شخص ہرگز نہ جائے یہاں تک کہ آخر میں بیت اللہ کی زیارت نہ کرلے۔

(صحیح مسلم ،کتاب الحج باب وُجُوبُ طَوَافِ الْوَدَاعِ حدیث نمبر2336)

☆...طواف عمرہ: یہ طواف عمرہ کا اہم رکن اور فرض ہے۔

☆...طواف تحیہ: یہ طواف مسجد حرام میں داخل ہونے والوں کے لیے مستحب ہے۔

☆...طواف نفل: یہ طواف کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ یہ بڑی سعادت ہے اس لیے جب بھی موقع ملے طواف کرلینا چاہیے۔

☆...طواف نذر: یہ طواف نذر ماننے والے پر واجب ہوتا ہے۔ والدین یا دیگر لوگوں کی طرف سے یہ طواف کیا جاسکتا ہے۔

تشریح: حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ ”طواف کے بعد مناسک حج میں دو رکعت نماز سنت ہے جو آنحضرت ﷺ نے مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھیں۔ اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔ طواف سات پھیروں پر مشتمل ہے۔ ہر طواف پر دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص دو طواف کرتا ہے یعنی چودہ چکر کاٹتا ہے تو وہ چار رکعتیں نماز پڑھے گا۔ جمہور کے نزدیک ہر طواف یعنی سات پھیرے مکمل کرنے پر دو دو رکعتیں الگ الگ پڑھے۔ گو بعض متاخرین نے دو طواف کرنے کے بعد چار رکعتیں پڑھنا بھی جائز قرار دیا ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ نے اسے مکروہ گردانا ہے کہ یہ سنت نبویہ کے خلاف ہے۔“

(صحیح بخاری، کتاب الحج جلد سوم صفحہ 302)

شوط

خانہ کعبہ کے گرد ایک مکمل چکر کو ”شوط“ کہتے ہیں۔ طواف، حجر اسود سے شروع کیا جاتا ہے۔

مطاف

وہ جگہ جہاں خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا جاتا ہے مطاف کہلاتی ہے۔

رَمَل

طواف کے پہلے 3 چکروں میں کندھا ہلاتے ہوئے، قریب قریب قدم رکھ کر قدرے تیز رفتاری سے چلنا رَمَل کہلاتا ہے۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حج اور عمرہ میں تین پھیرے دوڑ کر چلے اور چار پھیرے معمولی چال سے۔

(صحیح بخاری ،کتاب الحج باب اَلرَّمَلُ فِی الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ)

سَعی

حطیم یا حجر اسماعیل، مسجد حرام کے مطاف میں خانہ کعبہ کے شمال میں واقع نصف دائرے کی شکل کی ایک دیوار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لیے ایک جھونپڑی نما سائبان بنا دیا تھا، یہ حصہ بیت اللہ سے باہر تھا لیکن جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو انہوں نے کعبہ کا تقریباً تین میٹر حصہ چھوڑ دیا وہ یقیناً کعبہ کا جزہے گویا نہ تو ساری حطیم کعبہ کا جزہے اور نہ ہی ساری حطیم کعبہ سے باہر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے (حطیم کی) دیوار کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ بیت اللہ کا (حصہ) ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: پھر ان کو کیا ہوا کہ انہوں نے اسے بیت اللہ میں داخل نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری قوم کے پاس اخراجات کم ہوگئے تھے۔

سعی حج و عمرہ کے متعلق ایک اسلامی اصطلاح ہے۔ حج اور عمرہ کے دوران صفا اور مروہ پہاڑیوں پر چڑھنے اور مخصوص انداز میں ان کے درمیان سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں۔

مسعیٰ

جس جگہ سعی کی جاتی ہے اُس جگہ کو مسعیٰ کہتے ہیں۔

مَیلَین اخضرَین

صفا اور مروہ کے درمیان وہ سبز ستون، جن کے درمیان حاجی کو عام رفتار سے تیز چلنا ہوتا ہے۔

جنایت

جنایت کے معنی خطا اور قصور کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں ہر اس فعل کو جنایت کہتے ہیں جس سے شریعت نے منع کیا ہو۔ اسی طرح حرم کے اندر یا احرام میں ایسا کام کرنا جو ممنوع ہو جنایت کہلاتا ہے۔

اہلِ حرم

مکہ اور حرم میں بسنے والے لوگ اہل حرم کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ حج کا احرام اپنی رہائش گاہ سے باندھیں گے البتہ عمرہ کے لیے انہیں حرم کی کسی حد پر جاکر احرام باندھنا ہوگا۔ (تاریخ مکہ مکرمہ صفحہ 25)

1953ء خانہ کعبہ کا دروازہ

وُقُوف

وقوف کے معنے ٹھہرنا بیان ہوئے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں حاجیوں کے ٹھہرنے کو وقوف کہتے ہیں۔

یوم الترویہ

یوم الترویہ یعنی 8/ ذوالحجہ کی ظہر سے لے کر 9/ ذوالحجہ کی فجر تک پانچوں نمازیں حاجی کو منیٰ میں ادا کرنا ہوتی ہیں۔

یوم عرفہ

ذوالحجہ کی 9 تاریخ کو تمام حاجی میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں، وہاں قیام کرتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔ یہ دن یوم عرفہ کہلاتا ہے۔

ایام تشریق

ماہ ذی الحج کی 13,12,11 تاریخوں کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔ ان دنوں میں رمی جمار، قربانی اور طواف افاضہ کیا جاتا ہے۔

رمی جمار

عرفات سے واپسی کے بعد حاجی حضرات منیٰ میں تین ستونوں (تین علامتی شیطانوں) پر کنکریاں مارتے ہیں اس عمل کو رمی جمار کہتے ہیں۔ یہ حج کا ایک اہم رکن ہے۔ دس، گیارہ، اور بارہ ذوالحجہ کو یہ عمل کیا جاتا ہے۔ ہر حاجی کے لیے لازم ہے کہ ان تین علامات پر سات سات کنکر ترتیب وار مارے۔

ہدی

حج تمتع یا قران والوں کی طرف سے قربانی جسے اصطلاحاً ہدی کہا جاتا ہے۔ یہ قربانی واجب ہے جبکہ حج مفرد کرنے والوں کے لیے مستحب ہے۔

یوم النحر

یعنی قربانی کا دن۔ 10/ ذوالحجہ کو حاجی میدان عرفات اور مزدلفہ سے واپس آکر قربانی کرتے ہیں۔

حلق یا قصر

مزدلفہ سے واپسی پر 10 ذوالحجہ کو قربانی کے بعد سر منڈوانے کو حلق اور بال کتروانے کو قصر کہتے ہیں۔

یہاں حج اور مقامات حج کا مختصر تعارف مکمل ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ کعبہ وحدت کی نشانی اور حیات نو کی علامت ہے جبکہ حج کی ہر حرکت و سکون میں ایک پیغام مضمر ہے جو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والا اور اُس کی رضا کی طرف لے جانے والا ہے۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس پیغام اور اس کی حقیقت کو جان کر اُسے عمل کے سانچے میں ڈھالنا شروع کردے۔ پس جو لوگ زندگی کی اس حقیقت کو جان کر اُسی کے مطابق قدم آگے بڑھاتے ہیں وہ بامراد زندگی سے ہمکنار ہوجاتے ہیں۔

اطاعت خلافت اور بابرکت ثمرات

تحریر: الف فضل، پاکستان

تعلقِ باللہ اور خلافت

مکرم ومحترم فضل محمد صاحب آف ربوہ اپنے دادا مکرم دین محمد صاحب مرحوم کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ

میرے دادا جی (مکرم دین محمد صاحب مرحوم) نے ناصر آباد اسٹیٹ میں آٹھ ایکڑ رقبہ پر گندم کی فصل اُگائی ہوئی تھی اور اس فصل کو پانی دیا ہوا تھا کہ اِسی دوران آندھی چلی اور تمام فصل شدید آندھی چلنے کی وجہ سے زمین پر لیٹ گئی۔ اس صورتحال حال کو دیکھتے ہوئے میرے دادا جی (مکرم دین محمد صاحب) نے وہاں کے مینجر صاحب سے کہا کہ اس فصل کو بچانے کا واحد حل یہی ہے کہ اس فصل کو تھوڑا سا اوپر رکھ کے باقی کی فصل کاٹ دی جائے۔ اس بات پر مینجر صاحب نے کہا کہ دین محمد صاحب اگر اس فصل کا نقصان ہوا تو اس کی ساری ذمہ داری آپ پر ہوگی اور اس کا نقصان آپ کو ادا کرنا ہوگا۔ بہر حال اگلے ہی دن دادا جی نے نمازِ تہجد میں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کے بعد اس فصل کو تھوڑا سا اوپر رکھ کر باقی فصل کاٹ دی جو کہ آٹھ ایکڑ رقبہ پر محیط تھی، اور ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں دعائیہ خط کے ذریعہ سے دعا کی درخواست بھی کی گئی۔ جب دادا جی نے فصل کاٹی تو اُس کے بعد یہ

معمول رہا کہ رات کے دو یا اڑھائی بجے اُٹھ کر
اُس زمین پر جہاں فصل کاٹی گئی تھی جاتے اور
نمازِ تہجد ادا کرتے اور بہت دعائیں کیا کرتے اور
اس کے بعد مسجد میں جا کر نماز فجر باجماعت ادا کیا
کرتے تھے۔ دادا جی باقاعدگی سے اُس زمین
پر جا کر نماز تہجد ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ
فصل تیار ہوگئی۔ انہی ایام کے دوران ناصر آباد
اسٹیٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ
مرقدہٗ کا دورہ ہوا اور حضورِ انور تشریف
فرما ہوئے، جب حضورِ انور تشریف لا
ئے تو دادا جی نے حضر ت
خلیفۃ المسیح الثانی
نور اللہ مرقدہٗ کو

اس سارے واقعہ اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ اُس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ نے یہ فرمایا کہ دین محمد آپ اپنی گندم کو دوسروں سے الگ رکھیں، تاکہ دیکھا جاسکے کہ دوسروں کی نسبت آپ کی گندم کی اوسط کیا نکلتی ہے۔ حضور انور کے ارشاد کے مطابق ایسا ہی کیا گیا اور جب اوسط نکالی گئی تو پتہ چلا کہ اگر کسی دوسرے کے ایک ایکڑ سے 40 مَن دانے نکلے ہیں تو مکرم دین محمد صاحب کے ایک ایکڑ سے 50 مَن دانے نکلے ہیں۔ اس بات کو دیکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ بہت خوش ہوئے اور حضورِ انور نے میرے دادا جی (مکرم مکرم دین محمد صاحب مرحوم) کو بطور انعام اپنی دستار مبارک (پگڑی) عطا کی۔

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان اور خلافت کی برکات اور حضورِ انور کی دعاوؤں کا ہی نتیجہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے میرے دادا جی (مکرم دین محمد صاحب) کو نقصان سے بچایا اور خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے سُرخرو کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

بامعنی حروفِ مقطعات اور ایک رؤیا

مکرم ومحترم مقبول حسین ضیاء صاحب مربی سلسلہ اپنے خواب کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ

پڑھائی کے دوران سکول میں ایک مولوی صاحب دینیات پڑھاتے تھے، ایک دن قرآن مجید پڑھاتے پڑھاتے انہوں نے حروف مقطعات کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ ایسے الفاظ ہیں جب کے معنی کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے۔ میں نے پوچھا کہ مولوی صاحب پھر یہ الفاظ خدا نے قرآن میں کیوں لکھے جن کا
مطلب کوئی نہیں جانتا۔ اس نے مجھے ڈانٹا اور تھپڑ لگا دیا۔ اس دن
رات کو سونے سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور
دعائیں کیں کہ خدایا یہ الفاظ کیوں
ر کھے گئے ہیں جن
کے کوئی معنی

نہیں۔ رات کو رؤیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اُڑ رہا ہوں اور نیچے زمین پر سبزہ ہی سبزہ ہے، ہر طرف ایک خوبصورت منظر نظر آرہا ہے اور میں یہ کہتا جارہا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کو ملنے جارہا ہوں۔ اسی دوران میں نے دیکھا کہ میرے سامنے قوس و قزح ہے جو آسمان سے زمین تک ممتد ہے۔ اس قوس و قزح کی ایک بہت بڑی میز بنی ہوئی ہے جس کے ساتھ ایک کرسی بھی ہے۔ اور اس قوس و قزح پر ایک ایسا وجود نظر آرہا ہے جس کی خوبصورتی کا اظہار ممکن نہیں۔ قوس و قزح کے اندر باہر جانے سے اس وجود کے منہ کا اندازہ ہوتا ہے اور آواز آتی ہے "الم ۔ انا اللہ اعلم: میں اللہ ہوں جو سب سے زیادہ جاننے والا ہے" اس آواز پر میں خوشی سے اچھل پڑتا ہوں۔ صبح کے وقت نماز فجر کے بعد میں نے یہ سارا واقعہ اپنے امام صاحب مکرم محمد ابراہیم صاحب کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے بتایا کہ حروفِ مقطعات بامعنی ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت مصلح موعودؓ کی تفاسیر سے پڑھ کر سنایا اور کہا کہ یہ احمدیت کا نور ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔ اور یہ محض خلافت کی برکت ہے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ قرآن مجید کے راز ہم پر کھولتا ہے اور خلافت کی اطاعت کی وجہ سے ہمیں اپنی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتے ہوئے ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔

مسیح موعود علیہ السلام کا سپاہی کی تائید الٰہی

مکرم و محترم مقبول حسین ضیاء صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ

گلگت سے ایک مرتبہ جب میں اجتماع انصار اللہ میں شمولیت کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز براستہ راولپنڈی، ربوہ آرہا تھا کہ اعلان ہوا کہ جہاز میں فنی خرابی کی وجہ سے ویل نہیں کھل رہے اور پشاور میں ہنگامی لینڈنگ کرنے لگے ہیں۔ یہ سن کر تمام لوگوں کے چہرے فق ہوگئے اور خوف سے سسکیاں لینے لگے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں تو مسیح موعود کا سپاہی ہوں، یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ اس جہاز کو کوئی نقصان پہنچنے دے۔ چنانچہ میں کھڑا ہوگیا اور لوگوں سے کہا کہ خدا کو یاد کرو، وہی بچا سکتا ہے یہ رونے دھونے کا وقت نہیں ہے۔ جانا تو ہم نے اسی کے پاس ہے۔ اسی دوران اطلاع ملی کہ خرابی دور ہوگئی ہے اور ہم بحفاظت چکلالہ ایئر پورٹ پر اتر رہے ہیں۔ شکر الحمدللہ۔ اس موقع پر تمام مسافر اترتے وقت اور پائلٹ اور ان کے ساتھی میرے منہ کی طرف دیکھتے جاتے اور سلام کرتے جاتے۔

یہ محض خدا کا فضل اور خلافت کی برکت ہی ہے جس نے مسیح موعودؑ کے سپاہی کی خود حفاظت فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا اور یقین کامل

مکرمہ عطیہ صاحبہ آف یو۔کے بیان کرتی ہیں کہ

میری بیٹی مدیحہ کو Covid-19 ہوا تھا جس کے باعث بہت کمزوری ہوگئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر شفایابی عطا کی۔ اُس وقت میری بیٹی امید سے تھی۔ ڈاکٹروں نے 32واں ہفتہ میں بتایا تھا کہ Covid-19 کی وجہ سے رحم میں بہت پرابلم ہوئی ہے۔ بچہ کو جتنی خوراک جانی چاہئیے وہ نہیں جارہی۔ بچہ میں بہت ساری پیچیدگیاں یعنی فیڈنگ پرابلم، سانس کی پرابلم اور ہارٹ پرابلم ہو سکتی ہیں۔ تو ڈاکٹرز نے کہا کہ C-Section کے تحت ان کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ تو میری بیٹی مدیحہ نے یہ ساری صورتحال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دعائیہ خط میں لکھی اور میری بیٹی کو اتنا پختہ یقین تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے ان شاء اللہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ تو جب C section کے تحت 34واں ہفتہ کو آپریشن ہوا اور ماشاء اللہ میری نواسی پیدا ہوئی جس کا نام زنیرہ رکھا گیا تو اس وقت اس کا وزن 3 پاؤنڈ 7 اونس تھا جو کہ نارمل وزن سے بہت کم تھا۔ لیکن اللہ کے فضل سے اسے ایسی کوئی پرابلم نہیں تھی وہ سانس بھی خود لے رہی تھی اور دودھ بھی پی رہی تھی یہاں تک کہ رونا بھی آتا تھا۔ مطلب بالکل پرفیکٹ بچی تھی صرف وزن کم تھا۔

میری بیٹی بچی کی پیدائش کے بعد کہتی ہے کہ یہ محض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا نتیجہ اور خلافت کی برکت ہے کہ جس سے ہماری اتنی بڑی مشکل آسان ہوگئی اور اس ذات نے ہمیں اتنی بڑی رحمت سے نوازا۔

مکرمہ سارہ صاحبہ آف کینیڈا بیان کرتی ہیں کہ

خاکسار کا بیٹا دانیال جب بہت چھوٹا تھا تو اس کو اگزیما (Eczema) سر سے لے کر پاؤں تک تھی (جو کہ جلدی بیماری ہے)۔ بہت سے ڈاکٹروں سے علاج کروایا اور بہت سی ہومیوپیتھی دوائیاں بھی استعمال کی گئیں۔ جس بھی ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتے وہ یہی کہتے کہ جیسے جیسے یہ بچہ بڑا ہوتا جائے گا اس بچہ کی بیماری میں کمی تو واقع ہو جائے گی مگر ختم نہیں ہوگی اور بیماری کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہے گا۔ خاکسار نے ان تمام پریشانیوں کا ذکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ فیکس کے ذریعہ کیا اور دعا کی درخواست بھی کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہماری ملاقات تھی تو حضورِ انور نے میرے بیٹے دانیال کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اِس بچہ کو کیا تکلیف ہے؟ میں نے کہا حضور اس کو اگزیما (Eczema) ہے۔ اِس پر حضورِ انور نے مجھ سے پوچھا کہ کیا علاج کر رہی ہو؟ تو میں نے بتایا کہ حضور میں ہومیوپیتھی علاج کر رہی ہوں، تو حضور نے کہا کہ ابھی ہومیوپیتھی بند کر دو۔ کیونکہ اُس وقت دانیال 3 سے 4 سال کا تھا۔ میں پریشان ہوگئی کہ چھ مہینے سے علاج چل رہا ہے اور کچھ افاقہ بھی ہو رہا ہے لیکن اب دوائی بند کر دی گئی ہے۔

میری شدید خواہش تھی کہ حضور انور سے کسی طرح میری دوبارہ ملاقات ہو جائے تا کہ میں اپنی پریشانی کا اظہار حضور انور کی خدمت میں کر سکوں، اللہ نے میری سن لی اور کچھ دن بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بچوں والی لجنات سے ملاقات تھی اور ہم سب لائن اپ تھے ۔ حضور انور سلام کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جب حضور انور میرے پاس آئے اور اس وقت دانیال بھی میرے ساتھ تھا۔ تو میں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اپنی ساری پریشانی بیان کی تو حضورِ انور نے مجھ سے فرمایا کہ آپ ایسا کریں کہ سَلفر بند کر دیں اور باقی ہومیوپیتھی دوائی جاری رکھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی کے مطابق سَلفر بند کر دی گئی اور باقی علاج اسی طرح جاری رکھا۔ جس کے استعمال کے بعد کچھ ہی عرصہ میں میرے بیٹے دانیال کو خدا تعالیٰ نے مکمل شفاء و صحت یابی عطا کی۔ جیسا کہ ڈاکٹرز کہتے تھے کہ بیماری کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہے گا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ خلافت کی برکت اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی محبت، فکرمندی اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے بیٹے کو مکمل شفایابی عطا کی اور اگزیما، جیسی تکلیف کا کچھ اثر بھی باقی نہیں رہا۔

پس یہ خلافت کی برکات اور ثمرات ہی ہیں کہ خدا اپنے بندوں کی سنتا ہے۔

تذکرۂ خلفائے راشدین

تحریر:۔شہریار اکبر

میرا ایمان مشاہدہ پر ہو

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ:۔ رسول کریم ﷺ نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت ابوبکرؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ جب آپؓ واپس تشریف لائے تو آپؓ کی ایک لونڈی نے آپؓ سے کہا کہ آپ کا دوست تو عجیب عجیب باتیں کرتا ہے، کہتا ہے کہ محمدؐ پر آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اسی وقت اُٹھے اور رسول کریم ﷺ کے مکان پر پہنچ کر آپؐ سے عرض کی "کیا آپؐ نے یہ فرمایا ہے کہ خدا کے فرشتے مجھ پر نازل ہوتے ہیں اور مجھ سے باتیں کرتے ہیں؟"

رسول کریم ﷺ نے اس خیال سے کہ کہیں اُن کو ٹھوکر نہ لگ جائے تشریح کرنا چاہی۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے کہا "آپؐ تشریح نہ کریں اور مجھے صرف یہ بتائیں کہ آپؐ نے یہ بات کہی ہے؟"

اس پر آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے یہ بات کہی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ "میں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں" اور پھر اُنھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دلائل بیان کرنے سے صرف اس لیے روکا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ میرا ایمان مشاہدہ پر ہو دلائل پر اس کی بنیاد نہ ہو کیونکہ آپؐ کو صادق اور راست باز تسلیم کرنے کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی"۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲)

"ہمیشہ عفو اختیار کر"

سیّدنا حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ:۔ حضرت عمرؓ کے دربار میں علم رکھنے والے خاص طور پر قرآن کریم کا علم رکھنے والوں کا بڑا مقام تھا چاہے وہ چھوٹی عمر کے نوجوان ہیں یا بچے ہیں یا بڑے ہیں۔ بخاری میں ایک روایت ہے حضرت ابن عباسؓ نے کہا عُیَینَہ بن حِصن بن حُذَیفہ مدینہ آئے اور اپنے بھتیجے حُرّ بن قیس کے پاس اترے اور حُرّ بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے اور قاری یعنی قرآن کے عالم تھے، بڑی عمر کے ہوں یا جوان، مجلس میں حضرت عمرؓ کے قریب بیٹھنے والے تھے، ان کو مشورہ دینے والے ہوتے تھے۔ عُیَینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اے بھتیجے! اس امیر کے پاس تمہاری وجاہت ہے۔ اس لیے میرے لیے ان کے پاس آنے کی اجازت مانگو۔ حُرّ بن قیس نے کہا: میں تمہارے لیے ان کے پاس آنے کی اجازت لے لوں گا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے چنانچہ حُرّ نے عُیَینہ کے لیے اجازت مانگی اور حضرت عمرؓ نے ان کو اجازت دی۔ جب عُیَینہ ان کے پاس آیا تو اس نے کہا خطاب کے بیٹے یہ کیا بات ہے۔ اللہ کی قسم! نہ تو آپؓ ہم کو بہت مال دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان اور ہمارے مال کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ ناراض ہوگئے یہاں تک کہ اس کو کچھ کہنے کو ہی تھے کہ حُرّ نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ (الاعراف: 200) یعنی اے نبی! ہمیشہ عفو اختیار کر اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر اور یہ عُیَینہ جاہلوں میں سے ہی ہے۔ اللہ کی قسم! جب حُرّ نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی تو حضرت عمرؓ وہیں رک گئے اور کچھ نہیں کہا اور حضرت عمرؓ کتاب اللہ کو سن کر رک جاتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاعراف باب خذ العفو... حدیث 4642)

"یاد رکھو اگر تم نے مجھے قتل کیا"

سیّدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ:۔ حضرت عثمانؓ کا جو مضبوط عزم و ہمت تھا اس کے بارے میں بیان ہے، مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر سے محاصرین کو جھانک کر فرمایا کہ اے

میری قوم! مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میں حاکم وقت اور تمہارا مسلمان بھائی ہوں۔ بخدا میں نے ہمیشہ مقدور بھر اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے خواہ میرا موقف درست تھا یا مجھ سے کوئی خطا ہوئی۔ یاد رکھو اگر تم نے مجھے قتل کیا تو تم لوگ کبھی بھی اکٹھے نماز نہ پڑھ سکو گے اور نہ ہی کبھی اکٹھے جہاد کر سکو گے اور نہ ہی اموال غنیمت کی تم میں منصفانہ تقسیم ہو سکے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب محاصرہ کرنے والوں نے انکار کیا تو آپؓ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگوں نے امیرالمومنین حضرت عمرؓ کی وفات کے وقت جبکہ تم سب متحد تھے اور سب دین اور حق پر قائم تھے وہ دعا نہ کی تھی جو تم نے کی تھی یعنی خلافت کے بارے میں۔ پھر کیا اب تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعائیں قبول نہیں کیں یا پھر یہ کہنا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اب دین کی کوئی پروا نہیں رہی یا پھر یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں نے اس چیز یعنی خلافت کو تلوار کے زور سے یا غاصبانہ قبضہ کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور مسلمانوں کے مشورے سے اسے حاصل نہیں کیا یا پھر تمہارا خیال ہے کہ میری خلافت کے ابتدائی زمانے میں اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وہ باتیں نہیں جانتا تھا جن کا اسے بعد میں پتہ چلا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔ اس پر بھی جب محاصرین نے آپؓ کی بات نہ مانی تو آپؓ نے دعا کی کہ یا اللہ! تو انہیں اچھی طرح گن لے اور ان سب کو چن چن کر مارنا اور ان سب میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس فتنہ میں جس جس نے بھی حصہ لیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ 38، عثمان بن عفان، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

”آنے والا علی ہو“

سیّدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری عورت کے گھر میں تھے جس نے آپؐ کے لیے کھانا تیار کیا ہوا تھا، دعوت کی ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے تو ہم نے انہیں مبارک باد دی۔ پھر آپؐ نے دوبارہ فرمایا ابھی تمہارے پاس، ایک جنتی آدمی آئے گا۔ اس پر حضرت عمرؓ داخل ہوئے تو ہم نے انہیں مبارکباد دی۔ پھر تیسری دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر کھجور کے ایک چھوٹے سے پودے کے نیچے چھپائے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو یہ آنے والا علی ہو۔ پھر حضرت علیؓ داخل ہوئے تو ہم نے انہیں مبارکباد دی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 107 مسند جابر بن عبد اللہ حدیث: 14604 عالم الکتب بیروت 1998ء)

خواتین اور ادائیگی حج

(ابن جریج جو اس روایت کے ایک راوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ) میں نے (عطاء بن ابی رباح سے) پوچھا، پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد یا اس سے پہلے؟ اس پر عطاء نے کہا! مجھے میری عمر کی قسم ہے، میں نے پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد ان کو دیکھا ہے۔ جریج نے پوچھا وہ مردوں کے ساتھ مل کر کیسے حج کر لیتی تھیں؟ عطاء نے کہا کہ وہ مردوں کے ساتھ ہرگز ملتی جلتی نہیں تھیں۔ حضرت عائشہؓ مردوں سے جدا رہ کر طواف کرتی تھیں اور ان کے ساتھ اختلاط نہیں کرتی تھیں۔ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا ام المومنین! چلیے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے کہا تم جاؤ اور خود مردوں میں جانے سے انکار کر دیا۔ ازواج نبی ﷺ رات کو اس طرح نکلتیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور مردوں کے ساتھ اس طرح طواف کرتیں کہ جب وہ خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتیں تو باہر ہی کھڑی رہتیں، جب مرد باہر نکل جاتے تو وہ اندر جاتیں۔

(بخاری کتاب الحج باب طَوَافِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ)

تذکرۂ خلفائے احمدیت

تحریر:۔شہریار اکبر

"موسیٰ کا عصا عطا فرمائے"

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں:

"سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ وارضاہ کے عہد سعادت میں خاکسار ایک تبلیغی وفد میں بمعیت حضرت مفتی محمد صادق صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بنارس وغیرہ مقامات میں گیا۔ جب وہاں سے ہماری واپسی ہونے لگی تو کسی دوست نے ایک نہایت خوبصورت عصا مجھے تحفۃً دیا۔ جب ہم قادیان پہنچے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حضور حاضر ہوئے اس وقت وہ عصا بھی میرے ہاتھ میں تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے وہ عصا اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ عصا آپ کا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ کا ہی ہے۔ حضور نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا یہ عصا آپ کا ہے؟ پھر میں نے عرض کیا کہ یہ حضور کا ہی ہے۔ کچھ دیر بعد حضور نے تیسری بار فرمایا کہ کیا یہ عصا آپ کا ہے؟ میں نے جواباً پھر پہلے فقرات کو دہرا دیا او راس خیال سے کہ حضور کو یہ عصا پسند آیا ہے میں نے عرض کیا کہ خاکسار کی یہ خوش بختی ہوگی اگر حضور اس کو قبول فرما کر اپنے استعمال میں لائیں۔ حضور نے ازراہ نوازش اس کو قبول فرمایا اوران الفاظ میں خاکسار کو دعا دی کہ 'اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے عوض میں موسیٰ کا عصا عطا فرمائے'۔ چنانچہ ان دعائیہ الفاظ کی برکات وفیوض کو میں نے مختلف مواقع اور مواطن میں مشاہدہ کیا۔"

(حیات قدسی صفحہ 192)

"موت نہیں ٹلتی مگر دعا سے"

مکرم سیٹھ عبداللہ بھائی اللہ دین صاحب لکھتے ہیں:

"1918ء میں میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب اور سیٹھ اللہ دین ابراہیم بھائی نے اپنے لڑکے فاضل بھائی کو تعلیم کے لیے قادیان روانہ کیا۔ علی محمد نے 1920ء میں میٹرک پاس کرلیا ان کو لندن جانا تھا۔ دونوں لڑکے مکان میں واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ یکایک فاضل بھائی کو TYPHOID بخار ہوگیا۔ نور ہاسپٹل کے معزز ڈاکٹر جناب حشمت اللہ صاحب اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان سے ہوسکا سب کچھ کیا طبیعت درست بھی ہوگئی مگر بدپرہیزی کے سبب پھر ایسی بگڑی کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ جب یہ خبر حضرت امیر المومنین" حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ "کو پہنچی تو حضور" حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ "خود بورڈنگ میں تشریف لائے اور بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اس کے بعد طبیعت معجزانہ طور پر سدھرنے لگی اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے فاضل بھائی کو نئی زندگی حاصل ہوگئی۔ یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ موت نہیں ٹلتی مگر دعا سے ۔یہ حقیقت ہم نے صاف طور پر اپنی نظر سے دیکھ لی۔ الحمدللہ"

(الحکم دسمبر 1939ء جوبلی نمبر صفحہ 37)

"اپنڈیکس کی تکلیف ہرگز نہ ہوگی"

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب لکھتے ہیں:۔

"1965ء میں جبکہ حضور 'حضرت خلیفۃ المسیح الثالث' رحمہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پہ متمکّن ہوچکے تھے۔ خاکسار ان ایام میں منڈی بہاؤالدین میں بطور مربی متعین تھا۔ مجھے ایک مرتبہ پیٹ میں دائیں جانب درد سی رہنے لگی۔ ایک ڈاکٹر کے پاس مشورہ کے لیے گیا تو ڈاکٹر صاحب نے پوری طرح معائنہ کے بعد دوبارہ آنے کے لیے کہا جب دوبارہ حاضر ہوا تو وہاں ایک اور ڈاکٹر بھی میرے معائنہ کے لیے موجود تھے۔ چنانچہ اس مرتبہ دونوں ڈاکٹروں نے مل کر معائنہ کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اپنڈیکس بڑھنے کا قوی امکان ہے اور اس صورت میں آپریشن کی ضرورت ہوگی۔

خاکسار کو یہ سن کر تشویش ہوئی اور اگلے ہی روز خاکسار نے ربوہ پہنچ کر حضور 'حضرت خلیفۃ المسیح الثالث' رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری دی، ساری کیفیت بیان کر کے اور ڈاکٹروں کی رائے بتا کر دعا کی عاجزانہ درخواست کی۔ حضور "حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ" نے نہایت توجہ سے ساری باتیں سن کر خاکسار کو تسلی دی کہ انشاء اللہ میں دعا کروں گا اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق اپنڈیکس کی تکلیف ہرگز نہ ہوگی آپ فکر نہ کریں۔ چنانچہ نہ صرف خاکسار کی ساری فکر جاتی رہی بلکہ اگر کوئی تکلیف پردہ غیب میں مقدر بھی تھی تو میرے پیارے آقا 'حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ' کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ڈاکٹروں کی رائے نے واقعاتی رنگ اختیار نہیں کیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔"

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر۔ صفحہ 238.237۔ اپریل۔ مئی 1983ء)

"تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی 1986ء کو قبولیت دعا کے نتیجے میں ایک دوست کی آنکھوں کی معجزانہ شفایابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ڈھاکہ کے ایک احمدی دوست اپنے ایک زیر تبلیغ دوست کے متعلق جو احمدی نہیں یہ لکھتے ہیں کہ میں ان کو سلسلے کا لٹریچر بھی دیتا رہا اور کیسٹس بھی سناتا رہا جس سے رفتہ رفتہ ان کا دل بدلنے لگا۔ اور جماعت کے لٹریچر سے ان کو وابستگی پیدا ہوگئی اور وہ شوق سے مانگ کر پڑھنے لگے۔ اس دوران ان کی آنکھوں کو ایک ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا کہ تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا اور جہاں تک دنیاوی علم کا تعلق ہے کوئی ذریعہ ہم نہیں پاتے کہ تمہاری آنکھوں کی بصارت کو بچا سکیں۔ اس کا حال جب ان کے غیر احمدی دوستوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے طعن و تشنیع شروع کر دی اور یہ کہنے لگے اور پڑھو احمدیت کی کتابیں۔ یہ احمدیت کی کتابیں پڑھ کر تمہاری آنکھوں میں جو جہنم داخل ہو رہی ہے اس نے تمہارے نور کو خاکستر کر دیا ہے۔ یہ اسی کی سزا ہے جو تمہیں مل رہی ہے۔ انہوں نے اس کا ذکر بڑی بے قراری سے اپنے دوست سے کیا۔ انہوں نے کہا تم بالکل مطمئن رہو تم بھی دعائیں کرو میں بھی دعائیں کرتا ہوں اور اپنے امام کو بھی میں دعا کے لیے لکھتا ہوں اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تم پر فضل نازل فرماتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد چند دن کے اندر اندر ان کی آنکھوں کی کایا پلٹنی شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سب نور واپس آگیا۔ جب دوسری مرتبہ وہ ڈاکٹر کو دکھانے گئے تو انہوں نے کہا اس خطرناک بیماری کا کوئی بھی نشان میں باقی نہیں دیکھتا۔"

(خطباتِ طاہر جلد 5 صفحہ 524 خطبہ جمعہ 25 جولائی 1986ء)

"دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے"

"2004ء میں افریقہ کے دورہ کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے بینن پہنچے اور مشن ہاؤس آمد ہوئی تو عصر کا وقت تھا۔ شدید موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ نماز کے لیے صحن میں مارکی لگائی گئی تھی جو چاروں طرف سے کھلی تھی اور بارش کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنا محال تھا۔ بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔ حضور باہر تشریف لائے اور نماز کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت تو شدید بارش ہے اور نماز کے لیے باہر مارکی لگائی ہوئی ہے لیکن بارش کی وجہ سے مشکل ہو رہی ہے۔

حضور انور نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا 'دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے'۔ اس کے بعد حضور انور اندر تشریف لے گئے۔ ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ یکدم بارش تھم گئی۔ آسمان صاف ہوگیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دھوپ نکل آئی اور اسی مارکی کے نیچے نماز کا انتظام ہوگیا۔ مقامی احباب اس نشان پر بہت حیران ہوئے کہ یہاں بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔ حضور نے دس منٹ کہا تو یہ تین منٹ میں ہی ختم ہوگئی اور نہ صرف ختم ہوئی بلکہ بادل بھی غائب ہوگئے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 25 ستمبر 2015ء تا 1 اکتوبر 2015ء صفحہ 14)

قیامت کے دن تجھے آگ کے کنگن پہنائے؟

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی، اس کی بیٹی نے سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں یا رسول اللہ! تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تُو پسند کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے آگ کے کنگن پہنائے؟ راوی کہتے ہیں کہ اس عورت نے دونوں کنگن اتار کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا اور بولی یہ اللہ عزّوجلّ اور اس کے رسولؐ کے لیے ہیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب الکنزماھوو زکوٰۃ الحلی) صفحہ ۲۰۳م ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

سیرتِ صحابہ رسول کریم ﷺ

”تم مجھ سے بدلہ لے لو“

جنگ بدر کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ ایک تیر کے ساتھ اسلامی لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے۔ ایک صحابی سواد نامی صف سے کچھ آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے تیر کے اشارہ سے انہیں پیچھے ہٹنے کو کہا تو اتفاق سے تیر کی لکڑی آہستہ سے ان کے سینہ میں لگی۔ انہوں نے جرأت کر کے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ کو خدا نے حق و انصاف کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ مگر آپ نے مجھے ناحق تیر مارا۔ میں تو اس کا بدلہ لوں گا۔ صحابہ کرام ان کی اس بات پر دل ہی دل میں بہت پیچ و تاب کھا رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ایسے گستاخانہ کلمات ادا کرنے والی زبان کاٹ ڈالیں۔ گو ادب کی وجہ سے بولتے نہ تھے۔ ان کے یہ جذبات بھی اس عشق کا نتیجہ تھے جو ان کو اپنے ہادی ﷺ کے ساتھ تھا۔ لیکن اپنی محبت کے باعث وہ اس محبت کا اندازہ نہ کر سکتے تھے جس کا چشمہ حضرت سواد کے دل میں ابل رہا تھا۔ اور جس سے مجبور ہو کر انکے منہ سے یہ گستاخانہ الفاظ نکلے تھے۔ آنحضرت ﷺ جو سراپا انصاف اور مساوات تھے کب اس بات کو گوارا کر سکتے تھے کہ کسی شخص کے دل میں خیال رہے کہ آپ نے اس سے زیادتی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے فوراً فرمایا کہ بہت اچھا تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرا سینہ ننگا تھا۔ جس وقت آپ کا تیر مجھے لگا۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے بھی اپنے سینہ مبارک سے کپڑا اٹھا دیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ دنیائے عشق و محبت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حضرت سواد آگے بڑھے اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے پیارے محبوب کے سینہ مبارک کو چوم لیا۔ اور اس طرح اپنی بے قرار روح کی تسکین حاصل کی۔ یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ سواد یہ تمہیں کیا سوجھی۔ حضرت سواد نے رقت بھری آواز میں عرض کیا۔ یارسول اللہ زبردست دشمن کے ساتھ مقابلہ ہے جنگ کا میدان ہے اور کوئی دم معرکہ کارزار گرم ہونے والا ہے خدا جانے کون زندہ رہتا ہے اور کسے شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے معلوم نہیں۔ پھر اس مقدس وجود کو دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے یا نہیں۔ میرے دل میں یہ خیالات موجزن تھے کہ معلوم نہیں پھر اس مقدس و اطہر جسم کو چھونے کی سعادت کبھی حاصل ہو سکے گی یا نہیں اس لیے میں نے چاہا کہ مرنے سے قبل ایک مرتبہ آپ کے جسم مبارک کو تو چھو لوں اور اس کے لیے میرے دل نے یہی صورت تجویز کی۔

(سیرۃ ابن ہشام ذکر غزوہ بدر)

سیرتِ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ

”کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظم“

صحابی حضرت مسیح موعودؑ چوہدری حاکم دین صاحبؓ بورڈنگ کے ایک ملازم تھے۔ ان کی بیوی، پہلے بچے کی ولادت کے وقت بہت تکلیف میں تھی۔اس کر بناک حالت میں رات کے بارہ بجے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔دروازہ پر دستک دی۔آواز سن کر پوچھا کون ہے؟ اجازت ملنے پر اندر جا کر زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا۔اوردعا کی درخواست کی۔حضور فوراً اٹھے، اندر جا کر ایک کھجور لے کر آئے اور اُس پر دعا کر کے انہیں دی اور فرمایا؛

”یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دیں“

چوہدری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں واپس آیا کھجور بیوی کو کھلا دی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی کی ولادت ہوئی۔رات بہت دیر ہو چکی تھی میں نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے دوبارہ حضور کو اس اطلاع کے لیے جگانا مناسب نہیں۔نماز فجر میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھجور کھلانے کے بعد بچی پیدا ہو گئی تھی۔اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا۔

”میاں حاکم دین!تم نے اپنی بیوی کو کھجور کھلا دی اور تمہاری بچی پیدا ہو گئی۔اور پھر تم اور تمہاری بیوی آرام سے سو گئے۔ مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔میں تو ساری رات جاگتا رہا اور تمہاری بیوی کے لیے دعا کرتا رہا!“

چوہدری حاکم دین صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا اور بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے۔

”کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظم“

(مبشرین احمد صفحہ 38 نیز اصحاب احمد 8 صفحہ 71-72)

”ہم تو اُن کے مُنہ کے بھوکے تھے“

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے فرماتے ہیں :

”غالباً 16-1915ء کی بات ہے کہ قادیان میں آل انڈیا ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر ایچ۔ اے۔ والٹر تشریف لائے۔ ان کے ساتھ لاہور کے ایف۔ سی کالج کے وائس پرنسپل مسٹر لوکاس بھی تھے۔ مسٹر والٹر ایک کٹر مسیحی تھے اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایک کتاب لکھ کر شائع کرنا چاہتے تھے۔ جب وہ قادیان آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملے اور تحریک احمدیت کے متعلق بہت سے سوالات کرتے رہے اور دوران گفتگو میں کچھ بحث کا رنگ بھی پیدا ہو گیا تھا۔اِس کے بعد انہوں نے قادیان کے مختلف ادارہ جات کا معائنہ کیا اور بالآخر مسٹر والٹر نے خواہش ظاہر کی کہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کے کسی پُرانے صحبت یافتہ عقیدت مند کو دیکھنا چاہتا ہوں ۔ چنانچہ قادیان کی مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک قدیم اور فدائی صحابی منشی محمد اروڑا صاحب سے اُن کی ملاقات کروائی گئی۔ اُس وقت منشی صاحب مرحوم نماز کے انتظار میں مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ رسمی تعارف کے بعد مسٹر والٹر نے منشی صاحب موصوف سے دریافت کیا کہ ”آپ مرزا صاحب کو کب سے جانتے ہیں اور آپ نے اُن کو کِس دلیل سے مانا اور اُن کی کِس بات نے آپ پر زیادہ اثر کیا۔“ منشی صاحب نے جواب میں بڑی سادگی سے فرمایا:

”میں مرزا صاحب کو اُن کے دعویٰ سے پہلے کا جانتا ہوں میں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا۔ اُن کا نُور اور اُن کی مقناطیسی شخصیت ہی میرے لئے اُن کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ ہم تو اُن کے مُنہ کے بھوکے تھے۔“

یہ کہہ کر حضرت منشی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں بے چین ہو کر اِس طرح رونے لگے کہ جیسے ایک بچّہ اپنی ماں کی جُدائی میں بلک بلک کر روتا ہے۔ اُس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ یہ نظارہ دیکھ کر اُن کا رنگ سفید پڑ گیا تھا اور وہ محوِ حیرت ہو کر منشی صاحب موصوف کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے اور اُن کے دِل میں منشی صاحب کی اِس سادہ سی بات کا اتنا اثر تھا کہ بعد میں انہوں نے اپنی کتاب ”احمدیہ مُوومنٹ“ میں اِس واقعہ کا خاص طور پر ذکر کیا اور لکھا کہ ”مرزا صاحب کو ہم غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں مگر جس شخص کی صحبت نے اپنے مریدوں پر ایسا گہرا اثر پیدا کیا ہے اُسے ہم دھوکے باز ہرگز نہیں کہہ سکتے۔“

(احمدیہ موومنٹ مصنّفہ مسٹر ایچ۔ اے والٹر)

(سیرت طیبہ صفحہ 140 تا 141)

شرائط بیعت (تیسری شرط)

تحریر:۔محمد جہانزیب قریشی

”یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا“۔

پنج وقتہ نمازوں کا التزام کرو

اس شرط میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں نمبر ایک تو یہی ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق پانچ وقت نمازیں بلاناغہ ادا کرے گا۔ اللہ اور رسول کا حکم ہے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ۔ اور ان بچوں کے لئے بھی جو دس سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ نماز وقت پر ادا کرو۔ مردوں کے لئے یہ حکم ہے کہ نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام کرو۔ مسجدوں میں جاؤ ،ان کو آباد کرو،اس کے فضل تلاش کرو۔ پنج وقتہ نماز کے بارہ میں کوئی چھوٹ نہیں ۔ اور سفر میں بھی کچھ رعایت تو ہے یا بیماری میں بھی رعایت ہے۔ یا جیسے یہ ہے کہ جمع کر لو ، قصر کر لو۔ اور اگر بیماری میں مسجد نہ جانے کی چھوٹ ہے تو ان باتوں سے اندازہ ہو جانا چاہیے کہ نماز باجماعت کی کتنی اہمیت ہے۔ اس کی اہمیت کے بارہ میں اب میں مزید کچھ اقتباسات پڑھتا ہوں لیکن یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر بیعت کنندہ کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو بیچنے کا عہد کر رہے ہیں لیکن کیا اس واضح قرآنی حکم کی پابندی بھی کر رہے ہیں ۔ ہر احمدی اپنے نفس کے لئے خود مذکر ہے، خود اپنا جائزہ لیں ، خود دیکھیں ۔ اگر ہم خود ہی اپنے آپ کو، اپنے نفس کو ٹٹولنے لگیں تو ایک عظیم انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ۔

(النور آیت 57)

اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

پھر سورۃ طٰہٰ آیت 15 میں ہے۔

اِنَّنِيۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِيۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِيۡ

یقیناً میں ہی اللہ ہوں ۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ۔ پس میری عبادت کرو اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کرو۔

اور اس طرح بے شمار دفعہ قرآن مجید میں نماز کے بارہ میں احکامات آئے ہیں۔

ایک حدیث میں پیش کرتا ہوں ۔ حضرت جابر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان ۔ باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی ۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں ۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعے پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہو گا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

(ترمذی کتاب الصلوۃ باب اول مایحاسب بہ العبد)

پھر حدیث میں آتا ہے: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی ؟ صحابہؓ نے عرض کیا: رسول اللہ! کوئی میل نہیں رہے گی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا۔یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے ، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ معاف کرتا ہے اور کمزوریاں دور کر دیتا ہے۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب الصلوہ الخمس کفارۃ للخطا)

حالانکہ ابھی خط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں فیکس نہیں کیا گیا صرف لکھا ہی تھا۔ محض یہ کوئی اتفاق نہیں بلکہ خلافت کی برکت اور خدا کی تائید کا منہ بولتا ثبوت ہے جو کہ ہمیں خلافت کی شکل میں خدا تعالیٰ نے عطا کیا ہے جو ہمیں ہر دن خلافت کے قریب تر کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی برکات اور اس کی ثمرات سے نوازتا چلا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لمس کرنا اور فکر مندی

مکرمہ قدسیہ صاحبہ آف کینیڈا بیان کرتی ہیں کہ

خاکسار کا بیٹا ابھی 2، 3 ماہ کا ہی تھا تو اس کو ایگزیما (Eczema) کی شکایت ہوگئی تھی جس کی وجہ سے سارا جسم خارش اور دانوں جیسے بیماری میں مبتلا ہو گیا اور خارش کی وجہ سے ہلکا ہلکا سا خون بھی جسم سے جاری رہتا۔ تکلیف کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ نہ تو بچہ سو سکتا تھا اور نہ کچھ کھا پی سکتا تھا، جس کی وجہ سے بچہ کی صحت دن بدن خراب ہوتی چلی جا رہی تھی۔ بہت سے ڈاکٹروں سے علاج کروایا، ہر قسم کی دوائیوں یعنی ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کا بھی استعمال کیا حالانکہ گھر والے ہومیوپیتھک کے علاج سے مطمئن نہیں تھے کیونکہ اس کا طریقہ علاج بہت آہستہ اور لمبا ہے۔ جس کے باعث اکثر منع کرتے تھے لیکن چونکہ خلافت سے محبت اور اخلاص و وفا کی وجہ سے میرا ہومیوپیتھک پر ایمان اس لئے بھی تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہومیوپیتھک کے علاج کو پسند فرماتے تھے اور ان کے اپنے بھی نسخہ جات ہیں، اس لئے میں ہومیوپیتھک کے علاج کو بطور شفا اور برکت کے سمجھتی ہوں۔ لہٰذا ہومیوپیتھک کے علاوہ ایلوپیتھک علاج جاری رہا یہاں تک کہ ڈاکٹروں کا یہ کہنا تھا کہ جو دوائیاں ہم دے رہے ہیں اس کے علاوہ اس بیماری کی کوئی دوائی نہیں ہے جبکہ ہومیوپیتھک علاج بھی ہو رہا تھا تو ڈاکٹرز یہی کہہ رہے تھے کہ آرام آتے آتے دو ماہ بھی لگ سکتے ہیں اور دو سال بھی لگ سکتے ہیں اور ساری عمر بھی۔ لہٰذا اس پریشانی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بھی دعا کے حوالہ سے خط لکھتی رہتی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک رات جبکہ میرا بیٹا ڈھائی سال کا تھا تو شدت تکلیف کی وجہ سے میں نے بیٹے سے کہا کہ بیٹا ”بیماری میں یہ دعا کیا کرتے ہیں فَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ تو بیٹے نے یہ الفاظ میرے ساتھ ساتھ دہرائے اور مجھ سے کہا کہ ماما ہائی تو کم نہیں ہوئی“ اسی اثناء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو میں خط لکھتی رہتی تھی کہ حضور! 3 سال ہو چکے ہیں میں ہومیوپیتھک اور ایلوپیتھک دوائیاں استعمال کر رہی ہوں تو اس کے باوجود ابھی تک کوئی فرق نہیں پڑ رہا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ہومیوپیتھک دوائی بند کر دیں۔ لہٰذا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ہومیوپیتھک دوائی بند کر دی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے بیٹے کے حوالہ سے کثرت سے خط لکھتی رہتی تھی کہ ایک روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کینیڈا کی جماعت سے کہا کہ معلوم کر کے بتائیں کہ کیا وجہ ہے، کون سا بچہ ہے، جو بہت زیادہ بیمار ہے جس کی والدہ بہت زیادہ پریشان ہیں۔ اس سلسلہ میں کینیڈا کی جماعت نے مجھ سے رابطہ کیا اور بیٹے کی طبیعت کے حوالہ سے تفصیل سے پوچھا اور اس وقت میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس طرح سے ہمارے لئے فکر مند ہونا اور محبت کا انداز جو کہ میرے لئے کسی سعادت سے کم نہیں تھا کیونکہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں خطوط کا آنا اور اس طرح سے یاد رکھنا اور استفسار کرنا اور میرے بیٹے کے لئے فکر مندی اور محبت کا اظہار میرے لئے تو کسی معجزہ سے کم نہیں تھا۔ کچھ ماہ بعد معلوم ہوا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کینیڈا تشریف لا رہے ہیں تو دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ سیدی سے ملاقات کر کے اپنے بیٹے ایقان کی صحت یابی کے لئے دعا کا کہوں گی۔ حالانکہ بہت سی ایسی فیملیز بھی ہیں جن کی ابھی تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات نہیں ہوئی۔ بہت مشکل امر تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا موقعہ ملے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نازل ہوا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے اختتام پر ایک دن ہمیں کال آئی کہ آپ کی فیملی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہے اور یہ ہماری موجودہ حضور پُر نور کے ساتھ خلافت پر متمکّن ہونے کے بعد پہلی ملاقات تھی لہٰذا جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہوئی تو ملاقات کے اختتام پر میرے خاوند وقار عبداللہ صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایقان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس وقت میرا بیٹا 4 سال کا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میرے بیٹے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ ”اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا“ اور اس وقت میری دلی کیفیت ایسی پُر یقین تھی جیسا کہ کُنْ فَیَکُوْنُ کی سی کیفیت ہو۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے بعد ایقان کی صحت دن بدن اچھی ہوتی گئی اور یہاں تک کہ کسی قسم کی دوائی اور علاج کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ پہلے چار سال تو بہت تکلیف برداشت کی اور بہت بیماری دیکھی جس عمر میں بچہ کے سرہانے کھلونے ہونے چاہیے تھے اس وقت اس بچہ کے سرہانے بہت سی دوائیوں اور لوشنز کا ڈھیر تھا۔

لیکن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بے پناہ محبت، دعائیں اور میرے بچہ کے لئے فکر مندی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لمس کرنا اور چہرہ پر ہاتھ پھیر کر کہنا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا اور اس ملاقات کے بعد میرے بیٹے کا بغیر کسی علاج معالجہ مکمل طور پر شفایاب ہو جانا یہ کسی معجزہ سے کم نہیں یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں صبر و ہمت عطا کی۔ خلافت کی برکات اور خدا کی اپنے خلیفہ کے ساتھ تائید و نصرت ہی ہے جن کا ہم آج تک اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے چلے جائیں گے۔ (آمین)

خلافت کشتیٔ ملت کی امیدوں کا یارا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ ملت کا اک واحد سہارا ہے
نہ جب تک کارواں میں ہو امامِ کارواں کوئی
نہیں ہوتا کسی کا اس جہاں میں پاسباں کوئی
خلافت کیا ہے خود نورِ خدا کا جلوہ گر ہونا
بشر کا بزمِ موجودات میں خیر البشر ہونا

مالی قربانی

تحریر:۔محمدعثمان قمر

(فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف رکھیں

اگر شروع میں بجٹ جو بھی بنا اس کے بعد اگر حالات بہتر ہوئے تو بجائے اس کے کہ پھر بجٹ کے مطابق ادائیگی ہو جس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوئے ان کے مطابق اپنی ادائیگی کرنے کی طرف توجہ کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے سودے صاف ہوں گے تو وہ سمیع و علیم خدا ہے۔ ہمارے حالات سے باخبر ہے ہماری نیک نیتی کو دیکھتے ہوئے ہماری دعاؤں کو زیادہ سنے گا۔ اور سب سے زیادہ اگر ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہے اس وقت اس زمانہ میں اور اپنی ذات کے لئے بھی تو وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ اور اس کے حضور عاجزانہ دعائیں ہیں جن کو وہ قبولیت کا شرف پائیں گے تو میری یہ درخواست ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کیلئے بھی یہ بہت ضروری ہے کہ اپنے ہر قسم کے معاملات خدا تعالیٰ کے ساتھ صاف ہوں۔"

(خطبۂ جمعہ 6 جون 2003ء)

اللہ کی راہ میں اپنے پاک مالوں سے خرچ کریں

"حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سایہ میں رہے گا۔

(مسند احمد بن حنبل)

لیکن شرط یہ ہے کہ یہ خرچ کیا ہوا مال پاک ہو، پاک کمائی میں سے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اتنے اجرا گر لینے ہیں اور اپنے مال کے سائے میں رہنا ہے تو گند سے تو اللہ تعالیٰ ایسے اعلیٰ اجر نہیں دیا کرتا۔ اور جن کا مال گندہ ہوا یسے لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے نہیں ہوتے اور اگر کہیں خرچ کر بھی دیں اگر لاکھ روپیہ جیب میں ہے اور ایک روپیہ نکال کر بھی دیں گے تو سو آدمیوں کو بتائیں گے کہ میں نے نیکی کی ہے۔ لیکن نیک لوگ، دین کا درد رکھنے والے لوگ، جن کی کمائی پاک ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی بڑی قدر کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

(خطبۂ جمعہ 9 جنوری 2004ء)

نو مبائعین کو چندہ میں شامل کریں

انکو بھی اگر شروع میں یہ عادت ڈال دی جائے کہ چندہ دینا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اسکے دین کی خاطر قربانی دی جائے اور پھر اس سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے تو ان کو بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ بہت سے نو مبائعین کو بتایا ہی نہیں جاتا کہ انہوں نے کوئی مالی قربانی بھی کرتی ہے۔ یہ بات بتانا بھی انتہائی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے جو لوگ مالی قربانیاں نہیں کرتے ان کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اب اگر ہندوستان (انڈیا) اور افریقن ممالک میں یہ عادت ڈالی جاتی تو چندے بھی کہیں کے کہیں پہنچ جاتے اور تعداد بھی کئی گنا زیادہ ہو سکتی تھی۔

پس میں جماعتوں کو آج پھر دوبارہ توجہ دلاتا ہوں کہ ان رابطوں کو قائم کریں اور وسیع کریں اور تربیت کی طرف توجہ کریں۔ اپنی سستیاں دور کریں اور ان نئے لوگوں کو بھی مالی قربانیوں میں شامل کریں۔ چاہے وہ لوگ ٹوکن کے طور پر ہی کچھ نہ کچھ دے رہے ہوں۔ اس طرح، جیسا کہ میں نے کہا ہے ماں باپ نئے بچوں کو بھی اس مالی قربانی میں شامل کرنے کی کوشش کریں خاص طور پر واقفین نو بچوں میں سے تو ضرور ہر پیدا ہونے والا بچہ اس میں شامل ہونا چاہیے۔"

(خطبۂ جمعہ 5 نومبر 2004ء)

انصارڈائجسٹ

احمدی مصنفّین کے بنیادی اصولی رنگ کی اہمیت

حضرت صاحبزادہ مرزابشیر احمد صاحب ایم اے نے چند کتب پر ریویو کرتے ہوئے احمدی مصنفّین کی اصولی رنگ میں رہنمائی کرتے ہوئے ان سے اس امید کا اظہار فرمایا کہ وہ اپنی کتابوں میں صرف صحیح روایات اور سچے اور ثابت شدہ واقعات درج کرنے کی کوشش کریں گے اور کچی اور سُنی سنائی باتوں سے اجتناب رکھیں گے تاکہ ان کی کتابیں ان برکات سے متمتّع ہوں جو خدا کی طرف سے ہمیشہ صداقت کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔

مجلس انصار اللہ بیلجیئم کا جلسہ سالانہ قادیان 2024ء کا روحانی سفر

رپورٹ: رانا عطاء الرزاق، زعیم انصار اللہ بیلجیئم

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کرم اور پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کی دعاؤں اور اجازت سے مجلس انصار اللہ بیلجیئم کے وفد کو امسال جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی توفیق نصیب ہوئی الحمدللہ۔ یہ وفد 25 افراد پر مشتمل تھا جس میں 16 انصار، 3 خدام اور 6 لجنہ ممبرات شامل تھیں۔ چار افراد مورخہ 15 دسمبر کو دہلی کے لئے روانہ ہوئے اور باقی افراد کا گروپ 22 دسمبر 2024 کو صدر مجلس انصار اللہ بیلجیئم، مکرم و محترم شیخ وسیم احمد صاحب کی قیادت میں برسلز ایئرپورٹ سے محترم توصیف احمد صاحب، مشنری انچارج کی دعا سے رخصت ہوا جو خاص طور پر الوداع کرنے آئے ہوئے تھے۔

وفد کا دہلی ایئرپورٹ پر پہنچنے پر مقامی خدام نے استقبال و خیر مقدم کیا اور پھر دہلی مشن ہاؤس تک پہنچایا جہاں مکرم و محترم امیر دہلی مربی فیروز احمد نعیم صاحب نے بہت محبت سے وفد کا خیر مقدم کیا اور بعد میں انتہائی پُر خلوص اور جانفشانی سے میزبانی کا حق ادا کیا۔ مورخہ 23 دسمبر کو وفد نے دہلی گیٹ کے علاوہ کئی مختلف تاریخی مقامات کا وزٹ کیا۔ محترم امیر صاحب نے دہلی قیام کے دوران رہائش، قیام، ٹرانسپورٹ اور ضیافت کا انتہائی منظم اور دل کو موہ لینے والا ایسا اچھوتا طریق اپنایا کہ ہم اور ممبرانِ وفد برسوں یاد رکھیں گے انشاءاللہ۔ کیونکہ جب وہ بذاتِ خود اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تو سب رشک کرتے تھے اور پھر اسی طرح ان کی ٹیم کے ممبران مثلاً مکرم شیخ فاتح الدین صاحب (ناظم استقبال دہلی) و دیگر خدام بھی، اللہ تبارک تعالیٰ سب کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

24 دسمبر کو وفد آگرہ میں تاج محل کی زیارت کے لیے پہنچا۔ راستے میں باجماعت نمازوں کا اہتمام کیا گیا اور تمام افراد نے اس سفر سے بھرپور لطف اٹھایا۔ الحمدللہ

25 دسمبر کو وفد صبح 7 بجے بذریعہ ٹرین قادیان کے لیے روانہ ہوا۔ امرتسر پہنچنے پر خدام نے ہمارا استقبال کیا اور پھر قادیان کی جانب سفر جاری رکھا۔ قادیان پہنچتے ہی منارۃ المسیح کی جھلک نے دل کو باغ باغ کر دیا اور روح کو عجیب سکونت کا احساس دلایا اور زبان پکار اُٹھی جاء المسیح، جاء المسیح۔ اے قادیان دارالامان، زندہ رہے تیرا نشاں۔ ہر کسی کا دل اپنے اپنے عشق و وفا کی سرمستی میں سینہ سے ٹکرا ٹکرا کر مسیحا کی قدم بوسی کیلیے ٹڑپتا رہا اور زبان نجانے کیا کیا ترانے گنگناتی رہی۔ وطن کے ستائے زخمی دل پردیس سے آکر خاک مسیحا میں ایسے اترے کہ جیسے کوئی صحرا میں ٹھنڈے تالاب پر اترا ہوا ہو اور مسحور کن ٹھنڈی ہوا سب دکھ بھلا کر سلا دے۔ ہوائے قادیاں نے مسحور تو کیا مگر آنکھوں کو نم بھی کر گئی، نجانے یہ نمی مسیحا کو مان کر دکھ سہلانے کی تھی یا جائے پیدائش پر آنے کی تھی، بحر کیف لطف و کرم کی لطافتیں اور ضیافتیں شروع ہوئیں اور ہمارا وفد سکونت کے لیے سرائے وسیم جا ٹھہرا جو جماعتی انتظام کے ماتحت تھا۔ الحمدللہ

26 دسمبر کو وفد کو جماعتی انتظام کے تحت مختلف مقدس مقامات کی زیارت کا موقع ملا، انتظام کے ماتحت مربی رضوان احمد ظفر صاحب نے ہر زیارت کے مقام پر ہر طرح کی تفصیل سے آگاہ کیا، کچھ ایسی معلومات بھی تھیں جو ہمارے علم میں پہلی بار آئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر دعائیں کی گئیں جو اپنی کیفیات میں ایک الگ منظر پیش کر رہی تھیں، خدا کی بستی میں مسیح آخر الزماں کے مزار پر آنکھوں سے بہتے آنسوؤں نے ایسی خوشی کی انبساط اور دل کا قرار عطا کیا جو لفظوں میں بیاں نہیں ہو سکتا۔ الھم زد فزد۔ وفد نے باغات، مقام خلافت، اور اشاعت کے دفاتر سمیت مکانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، بیت الذکر کی زیارت کی۔ تمام افراد کو بیت الدعا میں بھی دعائیں کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ 27 دسمبر کو جلسہ سالانہ قادیان کا باقاعدہ آغاز ہوا جو 29 دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرالعزیز کے اختتامی خطاب اور دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس دوران

اس وفد کے احباب جماعت باجماعت نمازوں اور نماز تہجد میں باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے۔ قادیان کے مقامی افراد میں اطاعت، محبت اور عاجزی کا جو جذبہ تھا، وہ بے حد متاثر کن تھا، ہر کسی سے ایسے ملتے جیسے کوئی بچھڑا ہوا بھائی ملا ہو، جماعت کے اعلیٰ عہدوں پر کام کرنے والے ہوں یا عام کارکن، اس طرح مل کر کام کرتے تھے کہ فرق کرنا مشکل ہوتا تھا۔ ہر کسی میں عاجزی اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ہر کوئی اپنے ہاتھ سے کام کرنا سعادت سمجھتا تھا، سادگی اتنی کمال کی تھی کہ انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔ الغرض قادیان میں جلسہ سالانہ کے کارکنان ہوں یا خدام الاحمدیہ کے خدام، مسیح کی بستی کے رہائشی یا دفتروں کے خدمت گار اور اسی طرح بیرون قادیان، دہلی، امرتسر و دیگر مقامات پر جماعتی احباب جن سے بھی واسطہ پڑا ہمیں یہ سبق یاد کروا دیا کہ اطاعت، فرمانبرداری، عاجزی، ٹیم ورک، اور مہمان نوازی کیا قربانی چاہتی ہے اور اگر حقیقت میں حُب پیامبری ہے تو آپ کو بھی ایسا ہونا پڑے گا۔ اے خدا ہمیں بھی ایسا بنا دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے صدر صاحب مجلس انصار اللہ ﷺ کو جلسہ سالانہ قادیان کے دوسرے دن کے آخر میں سٹیج پر آکر اپنے تاثرات پیش کرنے کی بھی توفیق ملی الحمدللہ۔ اس کے علاوہ صدر صاحب مجلس انصار اللہ ﷺ کو اپنے نیشنل عاملہ ممبران کے ساتھ صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کے ساتھ ایک یادگار ملاقات کرنے کی توفیق ملی جہاں مجلس کے حوالے سے کچھ اہم باتوں کا تذکرہ ہوا۔

مربی محترم سید عزیز احمد صاحب نائب ناظر امور خارجہ بھارت جن کا ہمارے انتظامی معاملات میں ہر وقت تعاون شامل حال رہا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام خدمت کرنے والوں کو ان کی خدمت کا بہترین اجر عطا فرمائے آمین۔

وفد کی جانب سے خدمت کرنے والوں کو تحائف بھی پیش کئے گے اور اس کے ساتھ ساتھ مستحقین کے لئے کافی مقدار میں کپڑے بھی صدر عمومی قادیان کے آفس میں جمع کروائے گے۔ اس کے علاوہ ممبران وفد کے باہمی مشورے سے 2500 یوروز آفس محاسب قادیان میں خیرات کے طور پر جمع کروائے گے۔ آخر میں 1385 یوروز سرائے ناصر ﷺ کے لئے بھی جمع کروائے گے۔ اللہ تعالیٰ وفد کی ان قربانیوں کو قبول فرمائے آمین۔

پھر 31 دسمبر کو وہ دن آگیا جب ہم نے بوجھل دل کے ساتھ قادیان دارالامان کی مقدس بستی سے واپسی کا رختِ سفر باندھا۔ گو ہم اس وقت نم آنکھوں کے ساتھ اس پاکیزہ بستی سے روانہ ہو رہے تھے لیکن دلوں میں سکینت اور اطمینان ضرور تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ اس بستی میں دوبارہ داخل ہوں گے انشاء اللہ۔ یہاں ایک اہم بات یہ ہے کہ محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ ﷺ اور ان کی پوری ٹیم نے اس سفر کے دوران بہت محنت کی۔ ویزے کے لئے کاغذات جمع کرنے سے لے کر وفد کی ہر ضروریات کا خیال رکھنے تک، صدر صاحب اور ان کی ٹیم نے بے مثال خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کا اجر دے اور انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

INCUMBENCY PERIOD
AS SADR MAJLIS ANSARULLAH BHARAT
S.No.
NAME
PERIOD

ordinary gatherings. God the Exalted, has laid
foundation stone by his own hand......"
خوش آمدید

وسط (نیکی وسچائی کی آماجگاہ)

تحریر:۔عاطف وقاص، پاکستان

علم فلسفہ کے مطابق دو انتہاؤں کا درمیانی مقام سچائی اور نیکی کی آماجگاہ ہوتی ہے۔ اس اصول کو میانہ روی کا زریں اصول یعنی Golden Mean کہا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس اصول کو بیان فرمایا اور اس اصول کی قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مزید بصیرت افروز تشریح اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں بیان فرمائی۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

”اور ہر ایک خلق کو اس حالت میں خلق کے نام سے موسوم کیا ہے کہ جب اپنی واقعی اور واجب حد سے کم و بیش نہ ہو۔“

پھر فرمایا: نیکی حقیقی وہی چیز ہے جو دو حدوں کے وسط میں ہوتی ہے۔

پھر فرمایا: نیکی اور حق اور حکمت سب وسط میں ہے اور وسط موقع بینی میں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”حق وہ چیز ہے کہ ہمیشہ دو متقابل باطلوں کے وسط میں ہوتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عین موقعہ کو التزام ہمیشہ انسان کو وسط میں رکھتا ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ نمبر 64 روحانی خزائن جلد 10)

مندرجہ بالا حوالاجات سے جو اصول سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں۔ کوئی بھی عمل اس وقت نیکی کہلائے گا جب وہ نچلی یا بلند دونوں انتہاؤں سے دور ہو جیسے ایک انتہا بزدلی ہے اور دوسری وحشیانہ حد تک نڈر ہونا جبکہ شجاعت ان دونوں انتہاؤں سے دور وسط میں ہے۔ چنانچہ شجاعت کی تعریف یہ ہے کہ شجاعت بہادری، دلیری اور ہمت کو کہتے ہیں۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جس کے ذریعے انسان مشکل حالات، خوف اور خطرات کا سامنا ہمت اور حوصلے کے ساتھ کرتا ہے۔ شجاعت صرف جسمانی بہادری تک محدود نہیں، بلکہ سچ بولنے، حق کے لیے کھڑے ہونے اور مشکلات میں ثابت قدم رہنے کو بھی شجاعت کہا جاتا ہے۔ پس اصل بہادر وہ ہے جو سچائی اور حق کے لئے کھڑا ہوجائے اور لڑے۔

مزید یہ کہ حق اور حکمت بھی وسط میں ہیں اور یہاں موقع بینی کی شرط ہے۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ موقع بینی سے مراد موقع پرست ہونا نہیں ہے بلکہ سچائی کو اختیار کرتے ہوئے صحیح وقت پر صحیح فیصلہ کرنے کو حکمت کہا ہے۔ جس جگہ نرمی سے اصلاح اور سچائی کا حصول ممکن ہو وہاں محض شجاعت دکھانے کے لئے سختی کرنا حکمت کے خلاف ہوگا اور لازماً نتیجہ بھی غیر درست نکلے گا۔ اب ہم چند نیکیوں پر بات کرتے ہیں جن کی دونوں انتہائیں نیکی نہیں ہیں۔

حوصلہ

اس کی انتہائی بلند شکل ہے بے پرواہی یعنی نفع و نقصان کی پرواہ نہ کرنا۔ جبکہ انتہائی زیریں انتہا ہے کم ہمتی بزدلی یعنی کسی قسم کا خطرہ مول نہ لینا ایسا انسان حق کے لیے آواز اٹھانے کو نادانی خیال کرے گا۔ ان دونوں انتہاؤں کا وسط ہے حوصلہ یعنی ایسی حالت ہمت جس میں انسان کی عقل و فہم پوری طرح کام کرتی رہے۔

سخاوت

اس کی انتہائی بلند شکل ہے پیسے، ذرائع اور صلاحیتوں کا زیاں۔ جبکہ اس کی پست ترین انتہا ہے کنجوسی، بخیل ہونا یعنی سرے سے خرچ ہی نہ کرنا۔ ظاہر ہے ایسا انسان نیکیوں سے محروم ہوجاتا ہے۔ اس کی وسطی حالت ہے فیاضی یا سخاوت یعنی اپنے حالات کا مستقل جائزہ لیتے رہنا اور اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرنا۔ اس طرح انسان نہ تو مقروض ہوتا ہے اور نہ ہی محتاج و محروم۔

اعتماد

اس کی انتہائی بلند حالت ہے تکبر، غرور حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی جو انسان کی عقل کو سخت کمزور کردیتی ہے۔ جبکہ اس کی پست ترین حالت ہے خود کو ہر لحہ غیر محفوظ خیال کرنا۔ جس سے انسان میں خود اعتمادی کی سخت کمی ہوجاتی ہے۔ وہ اپنا موقف بھی بیان نہیں کرپاتا اور جیسے ہی دباؤ بڑھ جاتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے یا سچ کو چھپاتا ہے۔ ان دونوں انتہاؤں کا وسط ہے پر اعتماد ہونا، متوکل ہونا، ایمان میں پختہ ہونا۔

دیانت داری

اس کی انتہائی حالت یہ ہے کہ انسان بے ادب ہوجائے اور ہر بات بے موقع و محل اس لیے بیان کردے کہ اس کے خیال میں وہ دیانت دار ہے ۔ جبکہ اس کی ادنیٰ ترین حالت یہ ہے کہ انسان دروغ گوئی کرے اور اس ڈر سے کہ لوگ ناراض نہ ہوجائیں حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرے جس سے لوگ مزید گمراہ ہوجائیں ۔ مثلاً کسی عزیز کی بد رسومات پر نہ صرف خاموش رہے بلکہ خوشی کا اظہار کرے اور جہاں تعلق یا مفاد نہ ہو وہاں باقاعدہ لعنت ملامت کرنے لگے۔ پس دونوں رویے ہی باطل ہیں ۔ سچائی وسط میں ہے جسے دیانت داری کہا جائے گا جس میں ادب واحترام سے اور محبت سے محض سچائی کے قیام کی غرض سے برادارانہ نصیحت کی جائے اور مکروہات سے خاموشی سے اعراض کیا جائے۔

اغراض ومقاصد

اس کی انتہائی حالت یہ ہے کہ انسان اپنی غرض کے حصول میں حرص و ہوس کا شکار ہوجائے اسے ہر وقت مزید درکار ہو اور وہ کبھی مطمئن نہ ہوتا ہو۔ جبکہ اس کی ادنیٰ حالت یہ ہے کہ انسان کسی مقصد کے حصول میں دلچسپی ہی نہ لے اور کاہلی اور سستی کو اپنالے ۔ اپنے اندر بہتری لانے کی اس میں کوئی تمنا ہی نہ رہ جائے ۔ اس کی وسطی حالت جو نیکی اور سچائی ہے وہ ہے نیک اور اچھے مقاصد کے حصول کے لیے سخت محنت کرنا۔ جو کہ اسلام کی تعلیم بھی ہے کہ کاروبار ، کھیتی باڑی ، علم و ہنر میں خوب محنت کرو مگر خدا تعالیٰ کو نہ بھلاؤ یعنی عقل و خرد قائم رہے۔

صبر

اس کی انتہائی حالت یہ کہ انسان زیادتی اور ظلم پر کوئی ردعمل ہی نہ دکھائے بلکہ مجہول ہو کر رہ جائے۔ دوسری انتہا یہ ہے کہ ظلم و زیادتی کے نتیجے میں ہوش و حواس کھو دینا اور اندھا دندھ ردعمل دینا اور پہلے سے زیادہ نقصان کرلینا۔ جبکہ اس کی وسطی حالت یہ ہے کہ انسان مشکلات میں بغیر مایوس ہوئے عقل و فہم کو قائم رکھتے ہوئے حالات کے بدلنے کا انتظار کرنا۔

مزاح

اس کی انتہائی حالت یہ کہ انسان ہر وقت مذاق کرتا رہے، ہر کسی کا مذاق اڑائے اور کسی بھی موقع پر سنجیدہ نہ ہو۔ یہ بہت خطرناک حالت ہے اور اس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید بھی کھینچا ہے ۔ یہ حالت انسان کو ایمان سے بھی محروم کردیتی ہے کیونکہ ایسا انسان خدا تعالیٰ کے بھیجوں ہوؤں کا مذاق بناتا ہے۔ دوسری انتہا اس کی یہ ہے کہ انسان سخت مایوس اور بد مزاج بن جائے کبھی کوئی اس کو ہنستا ہوا نہ دیکھے بلکہ ہر وقت غصے میں رہے اور زندگی کے ہر پہلو کو تاریک خیال کرے۔ جبکہ اس کی وسطی حالت یہ کہ انسان خوش مزاج ہو اور ادب و احترام اختیار کرتے ہوئے لوگوں کو خوش کرے ان کی جائز تعریف کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

قویٰ سبعیہ

غرض اسلام کی تعلیم میانہ روی کی تعلیم ہے۔ سورۃ فاتحہ بھی میانہ روی کی ہدایت فرماتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ مغضوب علیھم سے وہ لوگ مراد ہیں جو خدا تعالیٰ کے مقابل پر قوت غضبی کو استعمال کرکے قویٰ سبعیہ کی پیروی کرتے ہیں اور ضالین سے وہ مراد ہیں جو قویٰ بہیمیہ کی پیروی کرتے ہیں۔ اور میانہ طریق وہ ہے جس کو لفظ انعمت علیھم سے یاد فرمایا ہے۔ غرض اس مبارک امت کے لیے قرآن شریف میں وسط کی ہدایت ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ نمبر 65 روحانی خزائن جلد 10)

قُوی سبعیہ کا مطلب ہے وہ فطری اور جبلّی قوتیں جو ہر جاندار میں پیدائشی طور پر موجود ہوتی ہیں۔ یہ وہ بنیادی صلاحیتیں اور جبلی رجحانات ہیں جو انسان اور دیگر جانداروں کو زندہ رہنے، خوراک حاصل کرنے، خطرات سے بچنے اور بقا کے لیے عمل کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

یہ اصطلاح عموماً فلسفہ اور طب میں استعمال ہوتی ہے، جہاں اسے جسمانی اور نفسیاتی قوتوں کے تناظر میں بیان کیا جاتا ہے۔

قُوی بَہِیمِیَہ کا مطلب ہے وہ حیوانی اور نفسانی قوتیں جو انسان میں بنیادی جبلّتوں اور خواہشات کی صورت میں پائی جاتی ہیں۔ یہ قوتیں بنیادی طور پر بھوک، پیاس، نیند، شہوت، اور خود غرضی جیسے حیوانی رجحانات سے متعلق ہوتی ہیں۔

فلسفہ اور اخلاقیات میں قُوی بہیمیہ کا ذکر اس تناظر میں کیا جاتا ہے کہ اگر انسان ان جبلی خواہشات کو قابو میں رکھے اور اعتدال میں رکھے تو یہ فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہیں، لیکن اگر ان پر قابو نہ پایا جائے تو یہ انسان کو اخلاقی پستی کی طرف لے جاسکتی ہیں۔

”دوسروں کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے والے بنو“

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

”اور عبادت کی فروع میں یہ بھی ہے کہ تم اس شخص سے بھی جو تم سے دشمنی رکھتا ہو ایسی ہی محبت کرو جس طرح اپنے آپ سے اور اپنے بیٹوں سے کرتے ہو اور یہ کہ تم دوسروں کی لغزشوں سے درگزر کرنے والے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے والے بنو اور نیک دل اور پاک نفس ہو کر پرہیز گاروں والی صاف اور پاکیزہ زندگی گزارو۔ اور تم بری عادتوں سے پاک ہو کر باوفا اور باصفا زندگی بسر کرو۔“

(ترجمہ عربی عبارت اعجاز المسیح از تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ ۲۰۳ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

اب سب مسائل ختم ہو جائیں گے

تحریر:۔ بشارت احمد۔ پاکستان

جب نکاح خواں آئے اور میں اپنی بیوی کو طلاق دینے لگا تو میں خوش تھا کہ اب سب مسائل ختم ہو جائیں گے۔ جب اس نے مجھ سے پوچھا، "کیا آپ اپنے فیصلے پر پکے ہیں؟ تو میں نے فوراً جواب دیا، "ہاں، بالکل پکا ہوں۔"

میری بیوی خاموش بیٹھی سب کچھ برداشت کر رہی تھی، مجھے وہ بہت کمزور لگ رہی تھی۔ اس کے گھر والے اس کے ساتھ تھے، لیکن وہ اتنی کمزور تھی کہ ان کی موجودگی کا احساس نہیں کر سکتی تھی۔ جب میں نے اس کی آنکھوں میں شکست کی نظر دیکھی تو مجھے خوشی ہوئی کہ میں نے اپنا حق لے لیا اور اسے دکھا دیا کہ وہی ہمیں اس حال تک لے آئی ہے۔

چند منٹ بعد میں نے اسے طلاق دے دی۔ اُس دن میں اپنے بستر پر لیٹا اور محسوس کیا کہ دنیا کی سب مشکلات غائب ہو گئی ہیں۔ میں آزاد ہو گیا، دل بھر کے کھانا کھایا۔ تین سال تک میں مسائل، سردرد اور اختلافات کا سامنا کر رہا تھا۔ آخر کار میں سکون میں آگیا، نماز پڑھ کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور وہ خوش تھے کہ میں نے اس سے نجات پالی۔ میں نے اپنی زندگی دوبارہ آزادانہ طور پر جینے کا آغاز کیا۔

لیکن زیادہ وقت نہیں گزرا اور چیزیں میری توقعات کے خلاف ہو گئیں۔ ہر کوئی اپنی زندگی میں مصروف ہو گیا۔ ہر رات کے آخر میں وہ اپنے کمرے میں بند ہو جاتے اور میں اپنے کمرے میں اکیلا، کمزور اور تنہا رہ جاتا۔

میرے گھر والوں کا ساتھ کہاں گیا؟

میرے بھائی جو ہمیشہ میری بیوی کے بارے میں باتیں کرتے تھے، انہوں نے میری طرف دھیان دینا چھوڑ دیا۔ میری ماں جو یہ دکھانے کی کوشش کرتی تھی کہ وہ میری بیوی سے زیادہ محبت کرنے والی ہے ،اس نے بھی وہی محبت اور توجہ دینا چھوڑ دی۔ وہ اپنی پرانی حالت میں واپس آگئی۔ جو لوگ مجھے اُس پر بھڑکاتے تھے، وہ بھی کال کرنا چھوڑ چکے تھے۔ جب میں عید کی رات بیمار ہوا اور بخار چڑھ گیا، میں نے اپنے بھائی کو فون کیا، اس نے میری آواز سے نہیں پہچانا کہ میں بیمار ہوں، حالانکہ میری آواز بخار کی وجہ سے صاف نہیں تھی۔ مجھے ایک دفعہ یاد آیا کہ میری بیوی نے مجھے ایک دن باہر جاتے ہوئے فون کیا اور پوچھا، "آپ خیریت سے ہیں؟" وہ بے وجہ پریشان تھی۔ اس وقت مجھے کمزوری محسوس ہو رہی تھی اور میں نے ہسپتال میں ڈرپ لگوائی تھی بغیر اسے بتائے۔

کہاں ہے وہ سکون جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا؟ کیوں کوئی میری زندگی کی خبریں جاننے کا خواہشمند نہیں رہا جیسے وہ میری بیوی کے ہوتے ہوئے تھے؟ اگر وہ سب شروع سے ہی اتنے دور رہتے تو ہمارے درمیان اتنے مسائل نہ ہوتے۔

جب میں نے کہا کہ میں اپنی بیوی کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں، تو سب نے مجھے روکنے کی کوشش کی۔ انہوں نے پرانے مسائل اٹھائے، اس کی غلطیاں گنوائیں، اس کے بارے میں ایسی باتیں کیں جو حقیقت میں نہیں تھیں اور میں نے ان سب پر یقین کیا۔ انہوں نے بہت نجی معاملات میں مداخلت کی، جو انہیں بالکل نہیں کرنی چاہیے تھی۔

انہوں نے میری زندگی کی تفصیلات میں اتنی مداخلت کی کہ ان کا اندر ہونا یا حتیٰ کہ دروازے پر ہونا بھی مناسب نہیں تھا۔

مجھے یہ سب دیر سے سمجھ آیا جب میں نے اپنی زندگی میں ایک وقفہ لیا۔ جب میری بیوی دور ہو گئی، تو مجھے پتہ چلا کہ وہ اپنی پوری کوشش کر رہی تھی کہ ہمارا گھر نہ گرے اور میں اس کا ہاتھ چھوڑ رہا تھا۔

وہ ہماری نجی باتوں کو چھپا رہی تھی اور میں سب کچھ دوسروں کے سامنے کھول رہا تھا۔

جب میں نے افسوس کے ساتھ اسے واپس لانے کی کوشش کی، تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس نے کہا، "میں سکون میں ہوں۔" یہ جملہ مجھے کہنا چاہیے تھا۔ میں نے بہت کوشش کی، لیکن ہر بار وہ ضد کرتی، جیسے وہ کسی محفوظ جگہ پر ہو اور وہاں سے نکلنے سے ڈرتی ہو کہ کہیں واپس نہ جا سکے۔

اس نے صاف الفاظ میں کہا، کبھی بھی مجھے میرے حقوق کا احساس نہیں ہوا، حتیٰ کہ تمہاری بیوی ہونے کا حق بھی میرے پاس نہیں تھا۔"

اور آخر کار میں ہی واحد ہارا ہوا تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ میں سمجھتا تھا کہ میں صحیح ہوں اور میرے آس پاس کے لوگ میرے خیر خواہ ہیں۔

رپورٹ برائے سالانہ ریفریشر کورس 2025ء

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ بیلجئیم کو اپنا سالانہ ریفریشر کورس مورخہ 19 جنوری 2025 کو بیت الاسلام دلبیک میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

ریفریشر کورس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت حافظ عطاءاللہ صاحب نے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی اور ڈچ ترجمہ یاسر نوید صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد صدر مجلس انصار اللہ وسیم احمد شیخ صاحب نے عہد دُہرایا۔ بعد ازاں عبدالباسط بھٹی صاحب نے نظم پیش کی اور پھر صدر مجلس انصاراللہ نے چند نصائح کے بعد دعا کروائی۔ جس کے بعد قائدین نے اپنے اپنے شعبہ جات کے متعلقہ سال 2025 کے لیے پلاننگ پیش کی اور لوکل عاملہ ممبران کو احسن رنگ میں کام کرنے کے طریقہ کار سے آگاہی فراہم کی۔ ممبرانِ لوکل عاملہ نے دلچسپی لیتے ہوئے سوالات بھی پوچھے اور قائدین نے بھی احسن رنگ میں اُن کے جوابات دیئے۔ آخر میں صدر مجلس انصار اللہ نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام کی حاضری 87 رہی۔ الحمداللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہم سب کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔۔ الحمدللہ علی ذالک۔

قائد عمومی: شاہد محمود

رپورٹ نیشنل مقابلہ حُسن قرأت 2025ء

زیرِقیادت مجلس انصاراللہ بیلجیئم

مجلس انصاراللہ بیلجیئم کو بفضل تعالیٰ ۹مارچ ۲۰۲۵ء کو آن لائن مقابلہ حسن قرآت بذریعہ گوگل میٹ منعقد کرنے کی توفیق ملی الحمدللہ۔

نیشنل مقابلہ حسن قرآت رمضان کے بابرکت ماہ مورخہ ۹مارچ ۲۰۲۵ء بروز اتوار 2بج کر 30 منٹ پر گوگل میٹ کے ذریعے منعقد کیا گیا۔ مقابلہ کی تیاری کے سلسلے میں چند دن قبل نیشنل عاملہ میٹنگ میں اکثریت عاملہ ممبران نے فیصلہ کیا کہ امسال بھی مقابلہ تلاوت رمضان المبارک میں آن لائن منعقد کروایا جائے ۔ منصفین مقابلہ تلاوت کے لیئے 3 نام تجویز ہوئے جن میں خاکسار کے علاوہ مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ اور حافظ جہانزیب قریشی صاحب شامل تھے۔ مقابلہ سالانہ تعلیمی نصاب مجلس انصاراللہ بیلجئیم میں سے تلاوت کے لئے دی گئ ۔ سورۃ البقرۃ آیات ۱۲۰ تا ۱۲۲۔ سورۃ الصّف آیات ۷ تا ۱۰ اور سورۃ المزمّل آیات ۱ تا ۹ سے کروایا گیا۔

مقابلہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد مکرم وسیم احمد شیخ صاحب صدر مجلس انصار اللہ بیلجیئم نے ایک مختصر خطاب تلاوت قرآن کے حوالے سے فرمایا۔ اس کے بعد مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب نے مقابلہ کے قواعد و ضوابط پڑھ کر سنائے۔ مقابلہ میں حصہ لینے والے ۱۰ انصار نے بذریعہ گوگل میٹ مقابلہ میں حصہ لیا۔ مقابلہ میں پوزیشنز لینے والے انصار کے نام کچھ یوں ہیں۔

مکرم توفیق جموائی صاحب مجلس انصار اللہ بیت المجیب اول۔

دوم۔ مکرم محمد الغزراوی صاحب مجلس انصار اللہ بیت المجیب

سوم۔ مکرم محمد عارف صاحب مجلس انصار اللہ سنترودن

مقابلہ کے آخر پر مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب نے تلاوت قرآن کریم کے متعلق قیمتی اصول بیان فرمائے اور اس کے بعد صدر صاحب مجلس انصار اللہ بیلجئیم نے اختتامی کلمات کے بعد دعا کے ساتھ مقابلہ کا اختتام کروایا۔ اس مقابلہ کے دوران ٹوٹل حاضری 24 رہی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کو صحیح پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دے اور حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں اس پر کماحقہٗ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حافظ عطاء اللہ قائد تعلیم القرآن مجلس انصار اللہ بیلجئیم
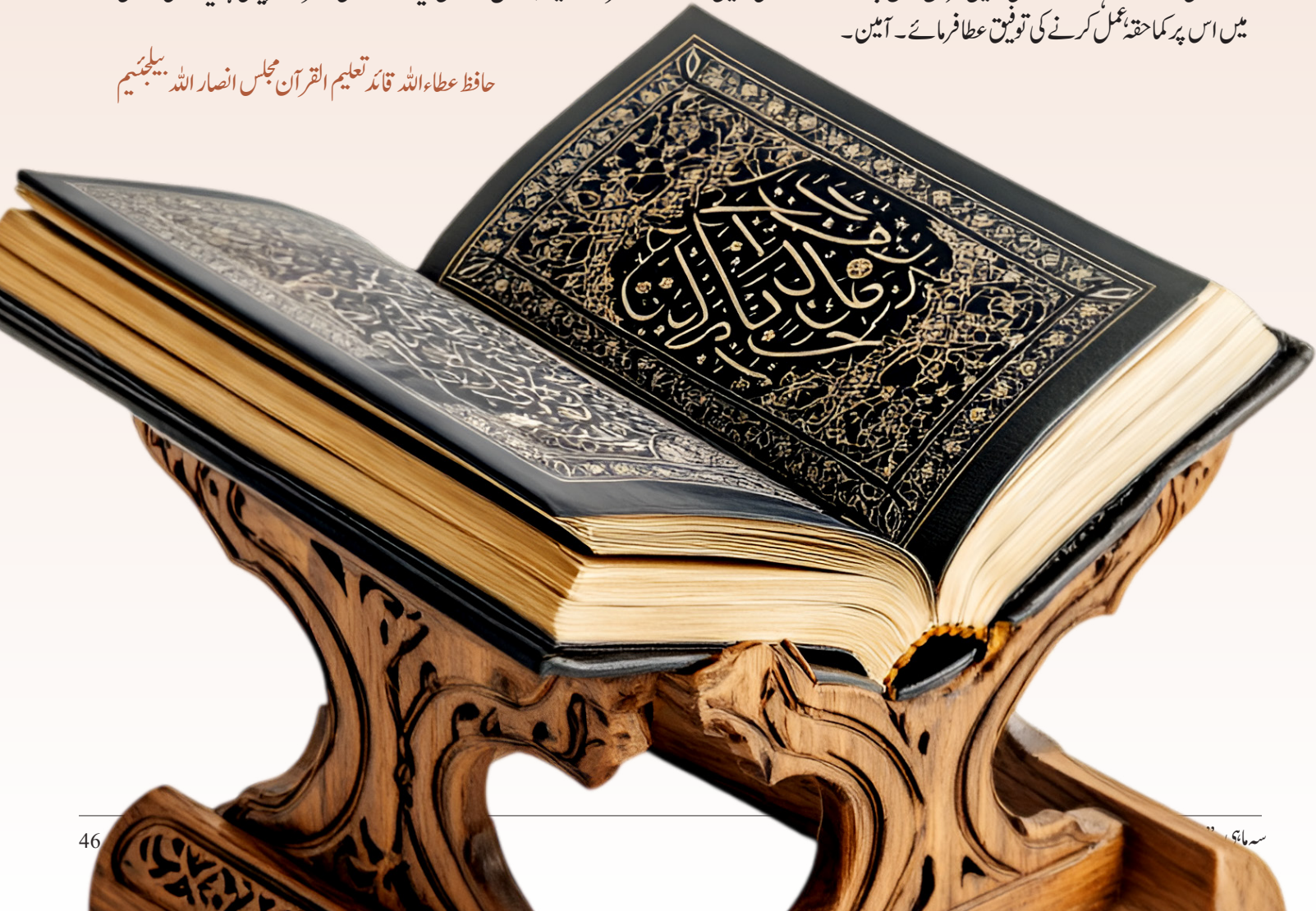
فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرَاتِ

وَلِكُلٍّ وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّيۡهَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَيۡرَاتِ أَيۡنَ مَا تَكُونُوا يَأۡتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيعاً إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيرٌ۔

(البقرۃ:149)

اور ہر ایک کے لئے ایک مطمحِ نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کرکے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے قول و فعل سے ہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے کی تعلیم دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:
”سابق بالخیرات بننا چاہئے ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہرا ہوا پانی آخر گندا ہوجاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزہ ہوجاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ، ستھرا اور مزیدار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو۔ مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کرسکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہئے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہئے۔ ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا۔ اور اس طرح سے انسان بے نور ہوجاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آخر کار بعض اوقات ارتداد (دین سے پھر جانا) ہوجاتا ہے۔ اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہوجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۵۶)

باترجمہ قرآن پاک پڑھنے کی سعادت پانے والے
چند خوش نصیب انصاراللہ

زاہد محمود صاحب۔ برسلز ایسٹ

محمود احمد ناصر صاحب۔ بیت المجیب

شیخ وسیم احمد صاحب۔ آلکن

انور حسین صاحب۔ دلبیک

منیر احمد انجم صاحب۔ برسلز ایسٹ

عبادت حسین صاحب۔ میرکسم

حاجی ظہور احمد خاں صاحب۔ ہاسلٹ
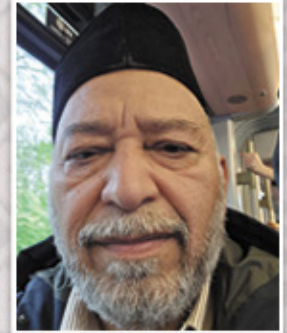
عتیق الرحمٰن سیٹھی صاحب۔ آلکن

منور احمد بھٹی صاحب۔ دلبیک

کاشف ریحان خالد صاحب۔ ہاسلٹ

رفیق احمد ہاشمی صاحب۔ آلکن

ناظرہ قرآن پاک پڑھنے کی سعادت پانے والے
چند خوش نصیب انصاراللہ

ملک بشارت محمود صاحب۔ بیت المجیب

رانا عطاء الرزاق صاحب۔ برسلز ایسٹ

بشارت احمد ثاقب صاحب۔ میرکسم

طاہر احمد گل صاحب۔ میرکسم

قاسم شریف صاحب۔ میرکسم

سعید احمد صاحب۔ لیئر

نعیم احمد شاہین صاحب۔ آلکن

مقبول احمد گوندل صاحب۔ میرکسم

طارق حسین صاحب۔ میرکسم

راجہ شیراز احمد صاحب۔ برسلز ایسٹ

وسیم احمد جنجوعہ صاحب۔ ہاسلٹ

ملک محمد ابراہیم صاحب۔ لیئر

کلیم احمد لقمان صاحب۔ برسلز ایسٹ

نورالدین خان صاحب۔ ہاسلٹ

پرویز اقبال صاحب۔ میرکسم

حافظ برہان محمد خان صاحب۔ ہاسلٹ

اویس بن سعد صاحب۔ ہاسلٹ

بشیر احمد قمر صاحب۔ ہاسلٹ

ملک محمد حفیظ اللہ خان صاحب۔ ہاسلٹ

سعید احمد ظفر صاحب۔ آلکن

رانا بشارت احمد صاحب۔ ہاسلٹ

توفیق الجماوعی۔ بیت المجیب

ناظرہ قرآن کریم پڑھنے کی سعادت پانے والے دیگر خوش نصیب انصار اللہ

عبدالحکیم صاحب بیت المجیب۔ لیئق احمد ڈار صاحب میرکسم۔ عدیل الرحمٰن صاحب دلبیک۔ محمد اسماعیل چوہان صاحب ہاسلٹ۔ شہزاد عبدالعلیٰ صاحب ہاسلٹ۔ منظور احمد خان صاحب ہاسلٹ۔ عبدالسلام عارف صاحب ہاسلٹ۔ ابوطاہر صاحب لیئر، منصور احمد صاحب ایوپن۔ منیر احمد بھٹی صاحب ایوپن۔ عبدالحق مبشر صاحب ایوپن۔ ظہیر بابر صاحب ایوپن۔ افضال احمد توقیر صاحب ایوپن۔ تنویر احمد خاں صاحب ایوپن۔ امداد احمد صاحب لئیج۔ محمد سعید صاحب لئیج۔ محمد بوٹا باجوہ صاحب ایوپن۔ محمد سعید صاحب انٹورپن۔ ناصر احمد زیروی صاحب میرکسم۔ عبدالواحد ارائیں صاحب ٹرن ہاؤٹ۔ حبیب الرحمٰن صاحب

ماہانہ اجلاسِ عام مجلس انصاراللہ میر کسم وانٹورپن

فروری 2025ء

لا اله الا الله محمد رسول الله
Er is geen God behalve Allah Mohammad is de boodschapper van Allah

لا اله الا الله محمد رسول الله
لَارَآدَّ لِفَضْلِهٖ

in het gedenken van Allah kunnen de harten rust vinden
LIEFDE VOOR IEDEREEN
HAAT JEGENS NIEMAND

ممبران مجالس میر کسم وانٹورپن سے صدر انصاراللہ
مکرم شیخ وسیم احمد صاحب کی ملاقات (فروری 2025ء)

ممبران مجالس میرکسم و انٹورپن انصاراللہ کا دورہ خلافت لندن

فروری 2025ء